انا اعطینٰک الکوثر

نعت کا گلدستہ لایا ہے اسے کیجے قبول

باغ کلام اکبر

۱۳۱۷ھ

اصلی دیوان اکبر

مدائح پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم

اکبرِ رنگین سخن خوش داستانِ فصلِ گل

مطبوعہ اختر ہند پریس سکہاپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طرح انداز بن کون مکاں تو ہی تو تھا
خوش نوائے حرف ساز کن فکاں تو ہی تو تھا

زمزمہ سنج نوائے فدخلوہا خالدین
رنگ آمیز چمن زار جناں تو ہی تو تھا

ہر گل و برگ و ثمر میں رنگ و بو بنکر بسا
تو ہی تھا تو ہی بہار گلستاں تو ہی تو تھا

طوق قمری تو ہی تو ہی سرو گلشن کی بہار
رنگ گل تو ہی تھا بلبل کی فغاں تو ہی تو تھا

سرمہ دیکر طور آنکھوں کا بڑھاتا تھا کبھی
طور پر صورت کش برق طپاں تو ہی تو تھا

لیلی و شیریں میں گل میں شمع میں کھایا کبھی
حسن نبکر دلفریب عاشقاں تو ہی تو تھا

نوح کا جودی پہ اور یونس کا بطن حوت میں
چاہ میں یوسف کا یارب مہرباں تو ہی تو تھا

قم باذنی اور انا الحق کہتے انکی کیا مجال
شمس اور منصور کے منہ میں زباں تو ہی تو تھا

کیوں نہ ہو یہ مدح گر تیرا کرم کارساز
نطق بخشِ اکبرِ شیریں زباں تو ہی تو تھا

قندیل میں اک نور ترا جلوہ فشاں تھا
آدم تھا نہ حوا تھی زمیں تھی نہ زماں تھا

شاخوں میں لچک تھی تری غنچوں میں مہک تھی
پتوں میں نہاں تھا کہیں پھولوں میں عیاں تھا

رب ارنی کہہ تو دیا اٹھتے ہی پردہ
تھے ہوش فراموش ہاں ہوش کہاں تھا

ہیں ارض و سماوات ترے حکم سے قائم
تو زیب دہ انجمن کون و مکاں تھا

لیلیٰ میں چمک کس کی تھی کس کی تھی تجلی
مجنوں کو جنوں کس کا تھا کس کا خفقان تھا

گر صورت یوسف میں نہ تھی تیری تجلی
کیوں دل میں زلیخا کے محبت کا نشاں تھا

دیکھا جو یہ گلزار جہاں نور سے اکبر
ہر پھول سے ہر پھل سے وہی رنگ عیاں تھا

جب سے تیرا عشق دل میں کارگر ہونے لگا
تو ہی تو ہر رنگ میں مد نظر ہونے لگا

ہر گھڑی ہر دم ترا رہنے لگا دل میں خیال
قصۂ درد جدائی مختصر ہونے لگا

تھی ہر اک جانب صدائے کفر اب کافور ہو
رونق افروز جہاں خیر البشر ہونے لگا

بزم امکاں صورت ماکور روشن ہو گئی
شمع ساں جب نور یزداں جلوہ گر ہونے لگا

جان کو اول ترے روضہ پہ کر دوں گا نثار
جا کے پھر ہندوستاں کا گر سفر ہونے لگا

آتش فرقت سے تیری یا حبیب ذوالجلال
درد دل سودائے سوز جگر ہونے لگا

رہنمائے منزل جاناں کہاں ہے بے خبر
ہائے ایسے بے خبر سے بے خبر ہونے لگا

کیا صفت لائے آفتاب عرش سبحانی ہو تری
اک اشارہ میں ترے شق القمر ہونے لگا

اکبر غافل اٹھو یہ خواب غفلت تا کجا
عمر کی شب ہو چکی وقت سحر ہونے لگا

اللہ رے حسن احمدِ عالی وقار کا — اترا ہے نور عرش سے پروردگار کا

لکھ لکھ کے خطِ طغرا میں نام محمدی — گوشہ ہر اک سجا دو ہمارے مزار کا

اے منکر و نکیر سوال و جواب کیا — بردہ نبیؐ کا بندہ ہوں پروردگار کا

کیا خاک باغ خلد کی ہو آرزو ہمیں — خاکا ہے تیرے روضہ کے نقش و نگار کا

غزوہ میں کم غذا تھی مگر تیرے خوان پر — پر تھا شکم طعام سے ستّر ہزار کا

نبیوں میں اسکی شان ہے کالبدر فی النجوم — ختم الرسل خطاب ہے اس نامدار کا

لب پر علیؑ علیؑ ہے زباں پر ولی ولی — دلدل ہے عاشق اس شہ دلدل سوار کا

مذہب ہے صلح کل نہیں اکبر کسی سے رنج
قایل ہوں پنجتن کا مقر چار یار کا

سفر در پیش ہے ہر دم لگا ہی موت کا کھٹکا — کہ جسکے سر پہ آ کھیلی اجل کھاتا نہیں جھٹکا

ہی وقت صبح کر لو یاد حق سونا ہے تربت مین — اٹھو اب چھوڑ دو آرام پھولوں کے چھپر کھٹ کا

فریب بین ہی دنیا کی حق آنکھین دکھلائے — یہ وہ دلہن ہے کھلنا ہی غضب ہے اسکے گھونگھٹ کا

ہی سر پر جوش کا عالم نہ پوچھو ہجر احمد میں — کبھی چوکھٹ پہ دے مارا کبھی پتھر پہ دے ٹپکا

فرشتوں میں نہ حوروں میں نہ پریوں میں نہ بلبلوں میں — تری صورت کا تیرے حسن کا تیری سجاوٹ کا

لٹوں کو دیکھکر رخسار پر دل لوٹ ہوتا ہے — ہی لٹ لٹ میں تمہاری لف کی تسخیر کا لٹکا

بشر کی شکل میں آیا تکلف کی ضرورت تھی — احد سے ہو گیا احمد جو باندھا میم کا پٹکا

مرے مولیٰ مرے آقا کہاں جاؤں کسے ڈھونڈوں — گدا ہوں تیرے در کا مبتلا ہوں تیری چوکھٹ کا

دکھا دو چاند سی صورت بہت بیتاب ہے اکبر
کہ فرقت میں تمھاری اب تو دم آنکھوں میں آیا ہے

مجھے بھی حبیب خدا بخشوانا - / نہ تم سا ملا کوئی دکھا زمانا
اندھیرے سے مرقد کے گھبرا نہ جاؤں / مجھے چاند سی اپنی صورت دکھانا
سوا نیزہ پر جب ہو خورشید محشر / مرے سر پہ رحمت کا ہو شامیانا
بھڑکتا ہے دوزخ نکلتے ہیں شعلے / جلا میں جلا میں بچانا بچانا
خضر تم کوئی راہ ایسی بتا دو / مدینہ میں ہو رات دن آنا جانا
پڑا رہنے دے گرد اپنے مکاں کے / کہاں ہے ترے عاشقوں کا ٹھکانا
کبھی اسود پاک پر بوسہ دینا / کبھی زمزمہ آب زمزم پہ گانا
میں ہوں طالب شوق پابوس حضرت / مرا اُن کے قدموں میں مدفن بنانا

چلا میں جو محفل سے بولے یہ حضرت
وہ جاتا ہے اکبر بلانا بلانا

جس دل میں عشق زلف پیمبر نہیں رہا / تاریک ہو گیا وہ منور نہیں رہا
دیوانہ ہی رہا وہ سخنور نہیں رہا / جو شان احمدی کا ثناگر نہیں رہا
رویا جو یاد شہ میں تو رحمت نے دی ندا / سب بہہ گیا گناہ کا دفتر نہیں رہا
پہنچا کے حد پہ طائر سدرہ نے یوں کہا / شاہا اب اختیار میں یہ شہپر نہیں رہا
اللہ رے پیار جب ہوا محبوب کا وصال / تب کوئی پردہ پردہ کے اندر نہیں رہا

جس سمت آپ لے گئے تشریف کون تھا
اے ساکنانِ ہند مدینہ نہیں گئے
اے شمر بند کردیا آلِ نبی پہ آب

خوشبو سے دیر تک جو معطر نہیں رہا
کیا تم کو عشق کا گُلِ سرور نہیں رہا
کمبخت پاس ساقیٔ کوثر نہیں رہا

اکبر اُسے گناہ سے کیونکر نجات ہو
جس دل میں عشق شافع محشر نہیں رہا

بخشوانے تا مکین لامکان لیجائیگا
داغ عشق خاتم پیغمبراں لے جائیگا
میں تو جاتا تھا مدینہ کی طرف ہاں تو بتا
زاہدو صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ پڑھتے رہو
کربلا میں شمر سے کہتے تھے لشکر اہلبیت
تیری گردش کو دعا دینگے تجھے رکھیں گے یاد
باندھ رکھی ہے کمر اے رہرو راہ خدا
کیا کسی کی اس میں تیری ہی خدا کے فضل سے

کون لیجاتا شفیع عاصیاں لیجائے گا
بے نشاں دل تھا مگر اچھا نشاں لیجائیگا
کس طرف اے توسن عمر رواں لیجائیگا
درد اس کا سوئے گلزار جناں لیجائے گا
چھوڑ دے ظالم اسیروں کو کہاں لیجائیگا
گر مدینہ کی طرف اے آسماں لیجائیگا
ہم بھی تیرے ساتھ ہیں لیچل کہاں لیجائیگا
ہم کو جنت میں وہ یثرب کا جواں لیجائیگا

شاعروں میں روز محشر پڑھ کے نعت مصطفےٰ
سب سے بازی اکبر شیریں زباں لیجائیگا

بطور ترجمہ غزل فارسی

ہے جسم محمد سراجاً منیرا
کہ ہے شان میں جسکی ذکراً کبیرا

خدا نے ہماری ہدایت کی خاطر
محمد کو بھیجا بشیراً نذیرا

کہا اُس کے دشمن کے حق میں خدا نے
فَیَدْعُوا ثُبُوْرًا وَّیَصْلٰی سَعِیْرا

خدا دانا بینا ہے ہر نیک و بد کا
کہ ہے ذات اُس کی سمیعاً بصیرا

منافق مخالف کے حق میں خدا نے
کہا ہے جہنم وَسَاءَتْ مَصِیْرا

خدا نے محمد کی اُمت کو بخشی
وہ جنت صفت جس کی مُلکاً کبیرا

مکاں موتیوں کے حسین حور و غلماں
ہوا ٹھیک شمساً و لا زمہریرا

دعا ہے الٰہی طفیل محمد
ہو گلزار طیبہ میں میرا حظیرا

محمد کو محبوب سبحاں ہے اکبر
فَصَلُّوا عَلَیْہِ کَثِیْرًا کَثِیْرا

غم نہ تھا عصیاں کا کیسا ہی یم ذخار تھا
احمدِ مرسل مری کشتی کا کھیون ہار تھا

کیا بڑی سرکار تھی اور کیا بڑا دربار تھا
جس کا ناظر حق تھا اور جبریل خدمتگار تھا

یوں کھول گا جا کے محبوب خدا تیرا خیال
تیری فرقت میں مرا ہمدم تھا اور غمخوار تھا

میری آنکھیں تھیں تیرا آغوشِ حلیمہ یا نبی
میرا دل ہوتا جو تیری سیر کا گلزار تھا

بے طلب اللہ نے کیا کیا دیا معراج میں
طالعِ بیدار خوابِ احمد مختار تھا

تھا وہ محبوب خدا اور سب تھے عاشق اس لیے
سب رسولوں میں محمد مصطفےٰ مختار تھا

چاند سا چہرا ترا اللہ کو آیا پسند
اے عرب کے نوجواں تجھ پہ اپنا پیار تھا

آ کے ٹکرایا ہے عصیاں کے خزیروں میں جہاز
میرے مولا تیری اک ٹھوکر میں بیڑا پار تھا

اکبر شیدا اُسے جنت ملی بخشا گیا
جو کہ مداح حبیب ایزد غفار تھا

خادم ہوں خادمانِ رسول کریم کا
مطلق نہیں ہے ڈر اُسے نار جحیم کا
کھلتے ہی پھول تڑپنے لگیں بلبلیں دو
دل باغ باغ ہو گیا گلزار طیبہ سے
ہے نہر خلد اُمت تشنہ کے واسطے
قرآں میں وصف کرتا ہے خلاق دو جہاں
اے جلوہ ریز ناز تو لاکھوں نقاب ڈال
اُمت میں بھیجا ایسے رسول کریم کی

سر جن کے زیر پا ہوا عرش عظیم کا
عاشق ہے جو حبیب غفور الرحیم کا
نافہ چمن میں کھل گیا کس کے شمیم کا
آیا علی الصباح جو جھونکا نسیم کا
چشمہ ہے تیرے قلزم فیض عمیم کا
اللہ رے مرتبہ ترے خلق عظیم کا
حُسنِ احد میں رنگ چمکتا ہے میم کا
کس سے ادا ہو شکر غفور الرحیم کا

اکبر کے عیب ڈھانک لے یا ساتر العیوب
دامن وسیع ہے ترے لطف عمیم کا

اللہ غنی ایک مدینہ میں جواں تھا
صورت کو تری دیکھ کے کچھ منھ سے نکلا
حیران فرشتے تھے پریشان تھی حوریں
الحمد للہ براق شہ والا ہو
کس شوق سے معراج کی شب کہتا تھا اللہ

اللہ بھی اسکے رُخ روشن سے عیاں تھا
اِک صلِّ علی صلِّ علی وردِ زبان تھا
کس شان کا جلوہ تری صورت سے عیاں تھا
وہ برق سبک خیز یہاں تھا کہ وہاں تھا
آ جلد تو اب تک مرے محبوب کہاں تھا

کہتے ہیں جسے اہل جہاں مُہرِ نبوت
وہ مُہر نہ تھی مہرِ الٰہی کا نشاں تھا

بھیجا تھا اُسے حق نے ہدایت کو جہاں کی
گو فرش پہ تھا عرشِ معلّٰی پہ مکاں تھا

اُس دست کو بخشا سرِ انگشت سے پانی
سب لشکرِ اسلام جہاں تشنہ دہاں تھا

گر اس کو نہ پڑھتا کوئی جنت میں نہ جاتا
کلمہ ترا فاتحِ ابوابِ جناں تھا

کس رنگ سے احمد میں چھپی شانِ احد تھی
اِک میم کا پردہ تھا سو وہ بھی کہاں تھا

پہنچا جو میں محفل میں تو لوٹے مرے سوتے
مدت سے تو اے اکبرِ مشتاق کہاں تھا

دیکھ لوں گا گر مدینہ سیدِ ابرار کا
کھینچ لوں گا دل میں نقشہ سر در و دیوار کا

طالبِ جنت نہ خواہشمند ہوں گلزار کا
میں ہوں اور سایہ ہو یا مولیٰ تری دیوار کا

ساقیِ کوثر ادھر بھی چشمِ الطاف و کرم
ایک مدت سے ہوں تشنہ شربتِ دیدار کا

بار کو وہ رنجِ صد عصیاں اٹھا کر پھینک دے
حق سے یا ربّ اُمّتی کہنا ترا اک بار کا

غم ہے کیا جب دستگیر و حامی و شافع ہے تو
مجھ سے عاجز مجھ سے بیکس مجھ سے عصیاں کار کا

تیرے کاشانہ کا یہ فرشِ زمیں اک صحن ہے
سائباں ہے گنبدِ گرداں ترے دربار کا

اللہ اللہ کیا عجب ہے خوبیِ حسن و جمال
ہو گیا مائل خدا بھی احمدِ مختار کا

نعت خوانیِ نبیؐ کو آ گیا ہوں وجد میں
بلبلِ شیریں سخن تھا خلد کے اشجار کا

اکبرِ شیدا غزل پڑھنا یہ چلکر عرش پر
ہو صلائے مغفرت حق سے ترے اشعار کا

حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صاحب صابرؒ کی شان میں

مری آنکھوں میں ہے جلوہ علاء والدین صابر کا
میں دیوانہ ہوں مولانا علاء والدین صابر کا

گدا اس آستانہ کے بنے جا ہیں تاج سلطانی
ہے عجب دربار مولانا علاء والدین صابر کا

چلو اے تشنگان جام وحدت دشت کلیر کو
ہے اٹڈا فیض کا علاؤ الدین صابر کا

یہ نوبت آ گئی جاتا ہے اک عالم زیارت کو
بجا ہے ہند میں ڈنکا علاء والدین صابر کا

جسے منظور ہو شان الٰہی دیکھنی ظاہر
وہ آکر دیکھ لے جلوہ علاء والدین صابر کا

نہ کھایا آپ نے کھانا زمانہ کو کھلاتے تھے
لقب اس صبر میں پایا علاء والدین صابر کا

تمنا گلشنِ فردوس کی دنیا میں ہو جسکو
وہ آکر دیکھ لے روضہ علاء والدین صابر کا

ہوئی مسجد شہید اور دب گئے جو تھے ہاں حاضر
خدا کا قہر ہے جذبہ علاء والدین صابر کا

کوئی پوچھے کہ اکبر کس کا ہے بردہ تو کہدونگا
علاء والدین صابر کا علاء والدین صابر کا

خوف عصیاں سے خدا کے پاس روتا جاؤنگا
اشک سے داغ گنہ دامن سے دھوتا جاؤں گا

ہائے اس دار فنا میں کیا اسی صورت سے میں
عمر کھوتا جاؤنگا برباد ہوتا جاؤں گا

لے زلیخا میرا یوسف آئے گا ہمراہ خواب
جاگتی جائے گی قسمت اور میں سوتا جاؤں گا

کیوں ہنستا ہے فلک پچھتائے گا تو میں اگر
سیّدِ کونین کی تربت پہ روتا جاؤں گا

بعد مردن مدح خوانی کا رہے گا سلسلہ
جلد میں بھی نعت کے موتی پروتا جاؤں گا

اُمتِ احمد لے لیکر مجھے آغوش میں
لوریاں گائینگی حوریں اور میں سوتا جاؤں گا

لے چلو اے قافلہ والو مدینہ کی طرف
میں وہ اکبر ہوں تمہارے پاؤں ہوتا جاؤنگا

قدموں میں مصطفےٰ کے میرا مزار ہوتا
وہ خاک پاک ہوتی یہ خاک سار ہوتا

قدموں میں سے تیرے گرتا گلیوں میں تیری پھرتا
گہہ جاں نثار کرتا گہہ اشکبار ہوتا۔

مولیٰ مرے مجھے تم روضہ پہ گر بلاتے
کیوں زار زار روتا کیوں بیقرار ہوتا

غفار بخش دیتا گر تم اشارہ کرتے
میرا جہاز عصیاں طوفاں سے پار ہوتا

مولیٰ لے مری خبر لو گمراہ ہو چلا ہوں
کچھ اپنی زندگی کا نہیں اعتبار ہوتا

اچھا ہوا کہ تم نے مجھے بخشوایا ورنہ
میری برائیوں کا کیونکر شمار ہوتا

ہے جاں بلب یہ اکبر تیرے در سے دور ہوکر
تیرا مزار ہوتا یہ جاں نثار ہوتا۔

نہ ہو کیوں عرش اعظم پر مکاں محبوب سبحاں کا
لقب روح الامیں ہے آپ کے ایواں کے درباں کا

ترے کلمہ سے ہر بچہ پتا دیتا ہے ایماں کا
مسلماں ہے ہر اک برگ و شجر گلزار رضواں کا

گدا بنکر در مولیٰ پہ ہر اک شاہ آتا ہے
یمن کا روم کا بربر کا ایراں کا خراساں کا

خدا راضی ہے اے سرور ریاض ذات حق تجھ سے
لقب پایا ہے تیرے باغ کے مالی نے رضواں کا

خدارا لے خبر اے ناخدا کشتی اُمت کی
کناروں تک جہاز آیا ہے بھر کر میرے عصیاں کا

تمھیں افسر کیا ہے حق تعالیٰ نے شہ عالم
فرشتوں کا زمیں کا آسماں کا جن کا انساں کا

خدا چاہے یہی حوریں کہیں گی خلد میں اکبر
کہ ہے یہ قصرِ مروارید حضرت کے ثنا خواں کا

ردیف بائے موحدہ

مرحبا صلِّ علیٰ عزت و شانِ محبوب
بن گیا عرشِ معلیٰ پہ مکانِ محبوب

کہیں طٰہٰ کہیں یٰسین کہیں مزمل ہے
خوب قرآں میں لکھے نام و نشانِ محبوب

پاس بلوا کے دو عالم کا بنایا مختار
ذات سبحاں ہے فقط مرتبہ دانِ محبوب

آئے گی قبر سے بھی ہائے محمد کی صدا
لے چلے قبر میں ہم دردِ نہانِ محبوب

اس لئے ملتی ہے دربارِ خدا میں کرسی
کہ بڑی عرشِ معلیٰ سے ہے شانِ محبوب

شغل اللہ میں تھی رغبتِ اصحاب کبار
دلکشِ عشق تھے اعجاز بیانِ محبوب

نہ رہی دشت میں تاریکیِ مدفن اکبر
ہوگا روشن یہ مرا داغِ نہانِ محبوب

ردیف تائے فوقانی

ہجرِ شہ گوہر میں پروتا تھا گوہر رات
باران مسلسل تھے مرے دیدۂ تر رات

دولت کے عوض سیکڑوں کر دیتا تصدق
آتے جو مرے خواب میں وہ خیر البشر رات

دن یاد رخِ غیرتِ خورشید میں گزرا
کی گیسوئے شبرنگ کے سودے میں بسر رات

حیراں شبِ اسریٰ کی تجلی سے ملک تھے
تھی رشکِ قمر رات کہ خورشیدِ سحر رات

یہ کالی بلا سر سے اتر جائے گی میرے
پھنس جائے تری زلف کے پھندے میں اگر رات

مولا مجھے تاریکیٔ عصیاں سے خطر ہے
ایسا نہ ہو جائے قیامت کی سحر رات

اس اکبر بے تاب کو فرقت میں نبی کی
دن رات سے بدتر ہے تو ہے دن سے بتر رات

کیوں نہ معراج میں ہو دھوم بڑی آچکی رات
ٹپکے نور رحمت حق ٹوٹ پڑی آچکی رات

آپ کے پائے مبارک نے وہ زینت بخشی
کہکشاں بن گئی موتی کی لڑی آچکی رات

نقش چھپے ہیں گل رخسار محمد پہ سلام
پتیاں ٹہنیاں پھل بوٹے جڑی آچکی رات

حق نے فرمایا کہ آ عرش پہ اے ختم رسل
کہ زیارت کی تمنا ہے بڑی آچکی رات

دوش پر بردیمنی سر پہ عمامہ عربی
ہاتھ میں لچکیلے پھولوں کی چھڑی آچکی رات

حوریں مشتاق ہیں جنت میں تری اے محبوب
سیر کر خلد کی دو چار گھڑی آچکی رات

بولے حضرت یہ روا کب ہے کہ میں سیر کروں
مجھ کو امت کی ہے تشویش بڑی آچکی رات

پھر ندا آئی کہ بخشا تری امت کو حبیب
آپ جا خوش ہوگئے کہ ہے نیک گھڑی آچکی رات

ہائے اکبر ہے گنہگاروں کا کس درجہ خیال
عیش میں بھی انھیں امت کی پڑی آچکی رات

ردیف ثائے مثلثہ

زائران شہ دیں ہند کو گئے ہیں عبث
عالم نور سے ظلمت کو بڑھاتے ہیں عبث

عاشق سید کونین ابھی سویا ہے
پوچھنا کیا ہے انھیں کر کے جگاتے ہو عبث

ہاں بلا لو درِ گلزارِ مدینہ پہ حضور
دربدر خاک بسر مجھ کو پھراتے ہو عبث

پھر حسنین مدینہ میں بلا لو مولے
اپنے بیمار محبت کو رُلاتے ہو عبث

جلوہ گر دل ہی میں اکبرؔ ہے جمالِ معبود
کعبہ و دیر میں تم خاک اُڑاتے ہو عبث

ردیف جیم

محبوب چلا عرش کو جب دم شبِ معراج
تھے نورِ علیٰ نور دو عالم شبِ معراج

خورشید درخشاں تھا ہر اک ذرہ کمتر
گوہر تھا ہر اک قطرۂ شبنم شبِ معراج

زیور سے تھا آراستہ کیا مرکب مولیٰ
چلتا تھا عجب ناز سے چھم چھم شبِ معراج

اللہ رے رفتار براق شہِ کونین
طے کر گیا اک دم میں دو عالم شبِ معراج

ملتے چلے جاتے تھے علیٰ قدر مراتب
یوسفؑ کہیں یونسؑ کہیں آدمؑ شبِ معراج

پہنچا جو سرِ عرش تو یہ حق سے ندا تھی
آ میرے حبیب آ میرے ہمدم شبِ معراج

اس حرم مقدس میں بجز طالب و مطلوب
تھا کوئی انیس اور نہ محرم شبِ معراج

ہر ایک محل پر تھا سر بخشش امت
اس عیش میں بھی یاد رہے ہم شبِ معراج

کیا حال عروج شہ والا لکھوں اکبرؔ
تھی دھوم سرِ عرش معظم شبِ معراج

ردیف حائے حطی

ہرا عشق محمد نے باغباں کی طرح
کھلائے داغ مرے دل میں گلستاں کی طرح

ہے سربلند وہی شے کے آستاں کی طرح
جو بوسے دیتے ہیں جھک جھک کے آسماں کی طرح

شفیع حشر رسول کریم ختم رسل
نہ تھا نہ ہے کوئی ہو شہ زماں کی طرح

براق آپ کا اک آن میں شب معراج
گیا دعا کی روش آ گیا گماں کی طرح

تھے طرحدار سبھی انبیا خدا کو مگر
پسند آئے شہنشاہ انس و جاں کی طرح

ہوئے ہیں جب سے یہ صورت پذیر کون و مکاں
ہوا ہے کون شہنشاہ کن فکاں کی طرح

ترے عذار میں ہے نور قدس کا انداز
ترے شمار میں ہے گلشن جناں کی طرح

پلائے شربت دیدار ساقی کوثر
تڑپ رہا ہوں تب غم میں نیم جاں کی طرح

ہے سوز عشق نبی سے یہ طبع **اکبر** گرم
کہ پھول جھڑتے ہیں خامہ سے گلفشاں کی طرح

ردیف خائے معجمہ

خلق سے تیرے نہیں میں ہی اکیلا گستاخ
سب ہیں شیدا تیرے کیا ذی ادب اور کیا گستاخ

ظلم میں شمر لعیں سا بھی نہ ہوگا گستاخ
رتبۂ آل پیمبر کو نہ سمجھا گستاخ

کیسی تہذیب ادب کیا ہے جب آئے ختم رسل
ہے مرا فخر تیرے عشق میں ہونا گستاخ

مرحبا عشق نبی تیری بدولت کیسا
ہوں ہر اک چہ و بازار میں رسوا گستاخ

کیا تری مدح لکھوں حضرت ختم رسل
طبع مجہول زباں ناقص و خامہ گستاخ

اک نظر سے تری ہو جاتے ہیں صوفی مدہوش
اک ادا سے تری بن جاتے ہیں ملا گستاخ

کیوں بلاتے نہیں **اکبر** کو مدینہ میں حضور
کیا نہیں قابل خدمت یہ تمہارا گستاخ

به چمن کرد مرا آن گل رعنا گستاخ
بلبل شوخ مزاحم به تمنا گستاخ

چه جمال ست که بر نرگس شوخت گشتند
عندلیبِ ادب اہل عفو صاحب تقویٰ گستاخ

شه خوبان بکجا مسکنِ پاک سازم
دل شرارت کده و دیدهٔ مینا گستاخ

عجبے نیست گر از نرگس شوخش گردد
شیخ و کعبه و ترسا به کلیسا گستاخ

موجهٔ گریهٔ صنم به روانی اکبر
ہوسِ دید کلیم به تقاضا گستاخ

عطرِ بوئے مصطفےٰ ہر گل سے مہکا شاخ شاخ
پڑھ رہی ہیں بلبلیں احمدؐ کا کلمہ شاخ شاخ

پھوٹتی کلیاں ہیں پڑھ کر قل ہو اللہ احد
بج رہا ہے باغ میں وحدت کا ڈنکا شاخ شاخ

بس گئی بوئے محمدؐ چار سو گلزار میں
نورِ احمدؐ غنچہ و گل بن کے پھوٹا شاخ شاخ

تھے ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ بحرِ ہمم
جن سے جاری دینِ احمدؐ کا ہے دریا شاخ شاخ

چشمِ حق بیں ہے تو دیکھو پنجگی ہے باغ میں
نورِ ذکرِ پنجتن سے پنج شاخا شاخ شاخ

کیا نبی جی ہیجو اور حق سرہ کا شور ہے
لیتی ہیں طوطی و قمری نام تیرا شاخ شاخ

جابجا شمشاد اُٹھے ہیں سروقد تعظیم کو
ذکرِ میلادِ نبی کرتی ہے گویا شاخ شاخ

باغ میں ذکرِ جمالِ احمدی سے ہی نہال
خوشہ خوشہ غنچہ غنچہ پتہ پتہ شاخ شاخ

کیوں نہ ہو شادی سے ہر اک نخل گلشن باعباں
جب گیا ہر گل میں شجر کا بندھ گیلا شاخ شاخ

تیرا قابل بوٹا بوٹا تجھ پہ مائل پھول پھول
تیرا عاشق پتہ پتہ تیرا شیدا شاخ شاخ

تو بھی بڑھ اکبر کہ ہے چاروں طرف اس باغ میں
غُل لک الحمد کثیراً طیباً کا شاخ شاخ

پاک بے ہمتا ہے تیری ذات اللہ الصمد
آبرو میری ہے تیرے ہاتھ اللہ الصمد

پیارے پیارے نام ہیں تیرے زباں ان ناموں کی ہوں
ذوالجلال و قاضی الحاجات اللہ الصمد

ہے گلستان جہاں تیری صنعت کی گواہ
تیری رنگا رنگ مخلوقات اللہ الصمد

ذکر الا اللہ الا اللہ ہے وردِ زباں کو
دل میں اللہ ہو کے ہیں حالات اللہ الصمد

شان تیری دیکھ کر ہر شے میں ہے تکیہ کلام
بات اللہ غنی لغمات اللہ الصمد

سیکڑوں پتلے بنا رے اور ملائے خاک میں
ہارے تو اور تیری مصنوعات اللہ الصمد

لکھ کے لایا ہے تری درگاہ میں حمد و ثنا
ہو قبول **اکبر** تصنیفات اللہ الصمد

قل ہو اللہ احد کے ساتھ اللہ الصمد
پڑھ رہی ہے ساری مخلوقات اللہ الصمد

اس لئے آئینہ نہیں دیا ہے آنکھ کو
تاکہ دیکھے رنگ مصنوعات اللہ الصمد

آشکارا ہے تری توحید ہر انگشت سے
مظہرِ وحدت ہیں پا اور ہاتھ اللہ الصمد

اور اعضا کا کیا ہے سر کو افسر اس لئے
تا ہو محوِ شکر انعامات اللہ الصمد

لذتِ گویائی بخشی ہے زباں کو اس لئے
تاکہ سجدہ میں رہے دن رات اللہ الصمد

بیل بوٹا پھول پھل جن و بشر وحش و طیور
سب میں ہیں صنعت کی تصویرات اللہ الصمد

آرزو ہے جبکہ ہو **اکبر** کا وقت جانکنی
لب پہ ہو یا قاضی الحاجات اللہ الصمد کو

ہجرِ شہ میں روتا ہوں دن رات اللہ الصمد
رہتی ہے ہر فصل میں برسات اللہ الصمد

اے مدینہ جانے والو میرے حق میں بھی دعا — طیبہ پہنچا دے تمہارے ساتھ اللہ الصمد
ہیں فرشتے بھیجتے حضرت کی روح پاک پر — بار کی باری افضل الصلوٰۃ اللہ الصمد
عاصیوں کے بخشوانے کیلئے پیدا کیا — ختم مرسل سید السادات اللہ الصمد
نام نامی آپ کا اسم گرامی آپ کا — سرور دیں شاہ عالی ذات اللہ الصمد
ہے تصور روبرو اور رو رہا ہوں زار زار — آگئی برسات دلبر سات اللہ الصمد
ہر دو عالم کو کیا تسخیر اللہ غنی — اے مبارک خو تیرے عادات اللہ الصمد
دل میں ہو الفت نبیؐ کی آنکھ میں شوق جمال — یاد میں اُن کی رہوں دن رات اللہ الصمد

بخشوائیں جب گنہگاروں کو مولا حشر میں
اکبر عاصی ہو اُن کے ساتھ اللہ الصمد

نہیں دو جہاں میں مثالِ محمدؐ — قبولِ خدا ہے جمالِ محمدؐ
گئے آپ تو عرش پر حق سے ملنے — رہا سوئے اُمّت خیالِ محمدؐ
خوشی میں یہ گاتی ہیں حوریں ترانے — کہ ہے آج حق سے وصالِ محمدؐ
تو غفار ہے بخشدے میری اُمت — یہی تھا خدا سے سوالِ محمدؐ
محمدؐ پہ لطف و کرم ہے خدا کا — ہے اُمت پہ جود و نوالِ محمدؐ
کہیں مہر بن کر کہیں ماہ بنکر — ہے روشن چراغ جمالِ محمدؐ
دکھاتا تھا کیا کیا ادائیں خدا کو — وہ کمبل میں رنگِ جمالِ محمدؐ
قم اللیل الا قلیلاً ندا تھی — گوارا نہیں تھا ملالِ محمدؐ

درود و سلام اکبر بے نوا کا
بروحِ محمد وآلِ محمد

اللہ غنی رتبۂ والائے محمدؐ
ہیں شمس و قمر نقش کفِ پائے محمدؐ

ہے صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ نعرۂ سوسن
فردوس میں سنبل کو ہے سودائے محمدؐ

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم
اِک دم میں سرِ عرش گئے آئے محمدؐ

آنکھوں میں تصور دلِ شیدا میں محبت
لب پر ہے فغاں سر میں ہے سودائے محمدؐ

تھا کور یہودی مگر آنکھیں ہوئیں بینا
جس وقت لگی خاک کفِ پائے محمدؐ

تھی خواب میں اس غیرتِ یوسفؑ کی تجلی
جب آنکھ کھلی چیخ اٹھا ہائے محمدؐ

دامن میں چھپا لے مجھے دامن تلے چھپا لے
پردہ مرے عیبوں کا نہ کھل جائے محمدؐ

ہے جوش پہ دریائے گنہ ڈوب نہ جاؤں
کشتی کو مری پار لگا جائے محمدؐ

حسرت ہے کہ جب قبر میں احباب اُتاریں
اکبر کی زباں پر ہو صدا ہائے محمد

لولاک لما ہے قدِ زیبائے محمدؐ
کونین کی زینت ہے تجلائے محمدؐ

دیکھی جو ادائے قدِ زیبائے محمدؐ
بے ساختہ حوروں نے کہا ہائے محمدؐ

حوروں نے کہا مرحبا امت بھی ہے ہمراہ
فردوس میں دولھا کی طرح آئے محمد

آتی ہے نظر صورتِ انوارِ الٰہی
آئینۂ سبحان ہے سیمائے محمدؐ

تھی نور کے قالب میں ڈھلی رحمتِ سبحاں
اچھی نہ ہو کیوں صورتِ زیبائے محمد

کھویا گیا حق سے جو مخالف ہوا اُن کا
ملجائے خدا سے جسے ملجائے محمدؐ

کھنچے تھی انھیں عرش سے اُمّت کی محبت
بخشاتے ہی جلدی سے چلے آئے محمدؐ

جنگل میں مجھے چھوڑ چلے قافلہ والو
مرجائے نہ پردیس میں شیدائے محمدؐ

اکبر کو اگر جلوہ دکھا دو دمِ آخر
حسرت کی طرح جان نکلجائے محمدؐ

بالیں پہ یہ فرماتے ہوئے آئے محمدؐ
اُٹھ دیکھ لے اب صورتِ زیبائے محمدؐ

پڑھتے ہیں فرشتے سرِ مدفن یہ دعائیں
کہتے ہیں یہاں دفن ہے شیدائے محمدؐ

بخشے گا انھیں حق ہوئی جن جن کی شفاعت
ہے جائے الٰہی سے ملا جائے محمدؐ

کیوں تاج لحد جمیل کا ہو سر پر
ہے نورِ خدا انجمن آرائے محمدؐ

ہر سنگ ہوا موم قدم بوسی کی خاطر
نازک تھے نہایت ہی کفِ پائے محمدؐ

ہنستی ہوئی جنّت کو چلی حشر سے اُمّت
پھولوں میں تُلا کرتے ہیں شیدائے محمدؐ

آراستہ ہو کعبۂ دل ذکرِ خدا سے
اللہ کا یہ گھر ہے یہاں آئے محمدؐ

فوّارے بنے دیدۂ تر ہجر کے غم سے
چھڑکاؤ کی خاطر انھیں منگوائے محمدؐ

اکبر یہ مرا دل ہے کہ اللہ کا گھر ہے
یا کنگرہ عرش ہے یا جائے محمدؐ

دل میں مری آنکھوں میں سما جا محمدؐ
ہر سمت نظر آئے تجلائے محمدؐ

ارمان نکل جائے مرے حجرۂ دل سے
یہ گھر ہے محمدؐ کا یہاں آئے محمدؐ

آنکھوں سے لگالوں اسے پتلی میں بٹھالوں ہے خاک شفا خاک کف پائے محمد

مرجاؤں میں اُس حسن کے تراد کر مبارک اُٹھنے سے ترے نیند مجھے آئے محمد

دل وہ ہے کہ جس دل میں محبت ہو نبی کی سر وہ ہے کہ جس سر میں ہو سودائے محمد

دیکھیں ہیں اُمت کو خدا دیکھے ہے اُن کو یہ حق کا تماشا وہ تماشائے محمد

گر پوچھا نکیرین نے اُمت ہے یہ کس کی اُٹھ بیٹھوں گا پڑھتا ہوا اسمائے محمد

انوار خدا کا بھی کہیں ہوتا ہے سایہ ہے نور علیٰ نور سراپائے محمد

تھوڑی سی زمیں طیبہ میں اکبر کو دے اللہ
قدموں میں محمد کے شیدائے محمد

گیسوئے رخ روشن سے سرک جائے محمد کھل جائے گھٹا چاند نکل آئے محمد

خوشبو کی طرح سایہ کو دیکھا نہ کسی نے پھولوں کی فضا ہے قد رعنائے محمد

کرسی پہ بٹھایا انھیں محبوب بنایا سب نبیوں میں خالق کو پسند آئے محمد

اُس شخص کا منہ چومتے ہیں آکے فرشتے جو ورد کیا کرتا ہے اسمائے محمد

جبریل یہ کہتے تھے ابھی چھوڑ کے سدرہ آجاؤں مدینہ میں جو فرمائے محمد

میں رویا دم نزع تو یوں بولا بفور چُپ چُپ سے قدم چوم لے وہ آئے محمد

اُٹھے گا جو اس عاشق پُر درد کا لاشہ ہر گام پہ آئے گی صدا ہائے محمد

تم عطر کی جا اپنے پسینے کو چھڑک دو مدفن مرا خوشبو سے مہک جائے محمد

آغوش میں حوروں کی ہے گہوارہ اکبر یہ عاشق سبحاں ہے کہ شیدائے محمد

سب ہے نورِ مجسم قدِ رعنائے محمدؐ
آنکھوں میں بٹھالوں جو نظر آئے محمدؐ

جھولے میں جھلاتے تھے محبت سے فرشتے
اے صلِّ علیٰ رتبۂ والائے محمدؐ

سجدہ میں گرے کنگرے کسریٰ کے محل کے
کس شان سے تشریف یہاں لائے محمدؐ

بُت ٹوٹ گئے تخت شیاطین ہوئے اوندھے
وہ ڈنکا بجا دین کا جب آئے محمدؐ

کفار بھی پروانہ سے جل جل کے ہوئے خاک
روشن جو ہوئی شمع تجلائے محمدؐ

سب نبیوں کے سر پر تو ہوا عرش کا سایہ
اور عرش کی چوٹی پہ کفِ پائے محمدؐ

فردوس کے گلدستے لئے پھرتی ہیں حوریں
کہتی ہیں کہاں دفن ہے شیدائے محمدؐ

ڈر ڈر کے نہ مرجاؤں گناہوں سے عزیزو
لکھدو مجھے تعویذ میں اسمائے محمدؐ

اکبر تو یہیں دفن ہے اس راہ گذر میں
کس سمت سے آتی ہے صدا نامِ محمدؐ

شافعِ حشر کے ناموں کا ہی باندھا تعویذ
میرے اعمال بُرے تھے بھلا اچھا تعویذ

ہوتا آرام ہے اسمائے محمدؐ سے مجھے
یوں تو لکھدیتے ہیں اکثر مجھے ملا تعویذ

غم سے آفت سے بلا سے اُسے ملتی ہے پناہ
جس نے اللہ و محمدؐ کا ہے باندھا تعویذ

جا بجا نقش ہیں اسمائے رسولِ عربی
شاہدِ عشق ہوا سنگِ لحد کا تعویذ

جس میں اللہ و محمدؐ ہوں بخطِ گلزار
نقش ایسا کوئی لکھدے کوئی ایسا تعویذ

یہ تو پہنچے نہیں ہے عشق کا صدمہ پہنچا
پہنچے پر باندھ دیا پہنچے ہوئے کا تعویذ

حُبِّ اللہ و محمدؐ کا ہے وہ نقش اکبر
بن گیا فضلِ خدا سے مرا سینہ تعویذ

تنگ ہیں قدسی تری محفل کا ساماں دیکھکر
تنگ ہیں غنچے ترا حسنِ فراواں دیکھ کر

فرش پہ یا رب ہبلا امتی کہتے ہیں وہ
عرش پر لا تقنطوا کہتا ہے رحماں دیکھکر

مژدہ یاد دلاے دل کہ آئی ہے نسیم مغفرت
ہنس پڑی رحمت تجھے عصیاں سے گریاں دیکھکر

رہ گئی حیران سوسن لیتے ہی وہ نام پاک
کھل گئی نرگس کی آنکھیں چشمِ جاناں دیکھکر

پوچھا اک بلبل سے اے ناشاد کیوں روتی ہے تو
بولی وہ انجام گلہائے گلستاں دیکھکر

بحر و بر جن و بشر حور و ملک ارض و فلک
روتے ہیں بے جرمی خونِ شہیداں دیکھکر

تیری بے پروائی تیری بے نیازی کھل گئی
گل کو خنداں دیکھکر بلبل کو نالاں دیکھکر

سنگ ہیں شاہد رسالت کے ترے یا شاہِ دیں
دنگ ہیں لب کو ترے لعلِ بدخشاں دیکھ کر

وصفِ گل کرتی ہیں وہ یہ وصفِ احمد اسلئے
بلبلیں ہیں دنگ اکبر کو غزل خواں دیکھکر

ہو الباقی ہو السبحان ہو الاول ہو الآخر
فکل من علیہا فان ہو الاول ہو الآخر

ہو السبحان ہو الرحمان ہو الاول ہو الآخر
فقل یا ایہا الانسان ہو الاول ہو الآخر

ازل سے تا ابد ہر رنگ میں نیرنگیاں اسکی
کہیں پیدا کہیں پنہاں ہو الاول ہو الآخر

وہی تھا اور وہی ہے اور وہی ہوگا ہر اک شے میں
اسی کے ہیں یہ سب ساماں ہو الاول ہو الآخر

عیاں سب میں نہاں سب میں ہو الظاہر ہو الباطن
وہ لاثانی وہ بے پایاں ہو الاول ہو الآخر

زمین و آسمان میں گونجتا ہے شور اللہ ہو
ہے اسکی ذات بے پایاں ہو الاول ہو الآخر

وہی تھا ابتدا میں انتہا میں بھی وہی ہوگا
ہے اکبر کا یہی ایماں ہو الاول ہو الآخر

ہے بہار باغ دنیا چند روز
دیکھ لو اس کا تماشا چند روز

اے مسافر کوچ کر سامان کر
اس سرا میں ہے بسیرا چند روز

دفن کر کے قبر میں بولی قضا
اب یہاں تم سوتے رہنا چند روز

ہے زمیں اک موج دریا کوئی دن
آسماں ہے بلبلا سا چند روز

ہے نمائش اس جہاں کی اس طرح
جیسے نوچندی کا میلا چند روز

غافلو یاد الٰہی چاہیئے
ہے بکھیڑا زندگی کا چند روز

کیوں ستاتے ہو کسی بے جرم کو
ظالموں سے یہ زمانہ چند روز

کے رہا کچھ روز یاں جم کوئی دن
کچھ دنوں شداد کسرا ے چند روز

پھر کہاں اکبر کہاں تم دوستو
سانو ہے اس کا تمھارا چند روز

باب سین مہملہ

کس طرح ہوگا گذارا چشم تر اب کے برس
ابر غم ہے سر پہ چھایا سر بسر اب کے برس

لاکھ شکر اپنے ادا جا کر کریں گے اے خدا
ہم پہنچ جائیں مدینہ میں اگر اب کے برس

گھر کے آئی ہیں گھٹائیں غم کی دل پر تو بھی آ
چاند سے چہرہ پہ زلفیں کھول کر اب کے برس

وہ گدا ہوں تخت شاہی کی نہ ہو پرواہ مجھے
آپ کے کوچہ میں بستر ہو اگر اب کے برس

آٹھ آنسو روتا ہوں میں آب زمزم کے لئے
رہتی ہے برسات یاں آٹھوں پہر اب کے برس

ایک دن جل جائے گی تو خاک میں اے عندلیب
بیٹھی ہے کیا شاخ گل پر پھول کر اب کے برس

اے گھٹا جاتی ہے کعبہ کو برسنے کیلئے
آب زمزم کی بھی کچھ لانا خبر اب کے برس

حاجیوں کے گئے قافلہ کے قافلے پہنچے وہاں
ہم رہے روتے برنگ ابر تر اب کے برس

ہوگا **اکبر** لب پہ اللہ اللہ کا نعرہ بلند
کعبہ کی جانب اگر ہوگا سفر اب کے برس

یا الٰہی ہو مدینہ کا سفر اب کے برس
ابر کی صورت ہیں گریاں چشم تر اب کے برس

موتیوں سے ہجر میں رومال و دامن بھر آئے
آنسوؤں کی جا برستے ہیں گہر اب کے برس

ساون آیا ہے چمن میں نعت احمدؐ کے ملار
باری باری گاتے ہیں سب جانور اب کے برس

اشک کے طوفان میں ڈوبے ہیں گناہوں کے جہاز
روئیں آنکھیں غم سے گر آٹھوں پہر اب کے برس

درد اٹھا آہ بجلی سی چمک کر رہ گئی
پھر تری باری ہے اے چشم تر اب کے برس

گھر کے آیا ابر غم بیچل بہا کر چشم نم
سنگ اسود کا ہی سودا سر بسر اب کے برس

دیکھنا ہے ہجر احمدؐ میں ہے کس کو غم فزوں
چشم نم ہو اب کے گریاں ابر تر اب کے برس

تشکل حسرت طیبہ جانے سے رہا تھا پار سال
ان کے ارماں خود نکل جاؤں مگر اب کے برس

یاد زلف شہ میں **اکبر** رو رہا ہے زار زار
تو بھی اے کالی گھٹا دل کھول کر اب کے برس

چھوڑ دنیا کو چل اللہ بس باقی ہوس
سر پہ کہتی ہے اجل اللہ بس باقی ہوس

خاک میں مل جائے گا اک روز جسم نازنیں
استخواں جائینگے گل اللہ بس باقی ہوس

قالب خاکی میں جب تک جان ہے انساں ہے
جان جائیگی نکل اللہ بس باقی ہوس

کل کو فانی جب سنا کر اللہ باقی کا سبق
پڑھتے ہیں ہم آجکل اللہ بس باقی ہوس

جو تھے نامی شہسواروں کے سمندِ موت سے
سر گئے دم میں کچل اللہ بس باقی ہوس

ہائے کیا کیا دیکھتے ہی دیکھتے کملا گئے
اس چمن کے پھول و پھل اللہ بس باقی ہوس

جنگلوں میں خفتگانِ خاک سے پوچھے کوئی
اب کہاں رنگیں محل اللہ بس باقی ہوس

ہو گئیں مٹی میں مٹی ہائے کیا کیا صورتیں
لے حنا اب ہاتھ مل اللہ بس باقی ہوس

بارگاہِ حق سے ہو اکبر تجھے جنت نصیب
کیا ہی لکھی ہے غزل اللہ بس باقی ہوس

دلِ پر غم میں لگی ہے شبِ ہجراں آتش
حیف ہے گھر میں ترے آ کے ہو مہماں آتش

جل گیا طور گرے غش میں جنابِ موسیٰ
ہے تجلی تری یا خالقِ سبحاں آتش

ٹھنڈا دوزخ بھی ہو یارب بطفیلِ حضرت
جیسے نمرود کے فارس کی بجھی یاں آتش

سوزِ عشقِ شہ کوثر سے ہی دل انگارا
میرے سینہ کی انگیٹھی میں ہے پنہاں آتش

یوں سنا ہی کہ تو محشر میں دکھائیگا جمال
اور جو جلجاؤں ہے جلوہ ترا جاناں آتش

کانپتا کیوں چہ بابل سے ہوا اٹھتا ہے
غالباً قہرِ الٰہی کی ہے سوزاں آتش

سوزشِ حسرتِ دیدارِ محمد ہوں میں
دیکھ۔ کر میرے جلانے کا نہ ساماں آتش

دشمنِ دینِ محمد کو جلا دیتی ہے
جلتی ہے ہند سے بیشک ہے مسلماں آتش

ہاں کوئی ساقیِ تسنیم کرم کا چھینٹا
جس سے ہو جائے سقر کی چمنستاں آتش

لے شئے نغمۂ بردا و سلاما کے نثار
کر دے تو امتِ احمد پہ گلستاں آتش

خوب اکبر کو ملی جنت و دوزخ کی نظیر
گلشنِ مہر سے وہ قہر کی ہے واں آتش

لپٹی پھرتی ہے مجھ کو جا بجا حرص / ہوئی ہے کس بلا کی ابخدا حرص

بنایا ہے تمہیں محبوب حق نے / کریں گے کیا تمہاری بِنا حرص

صلوٰۃ و صوم کے پابند ہو جائیں / الٰہی سب کو ایسی کر عطا حرص

سیاہ کرتی ہیں دل یہ پانچ چیزیں / دغابازی حسد کینہ ریا حرص

بھلے کاموں کی اکبرؔ چاہیے ہوڑ / ترے فعلوں کی ہے بس ناسزا حرص

ردیف ضاد مہملہ

کس شوق سے یہ کرتا ہوں بادِ صبا عرض / کیجے مرا سلام حبیبِ خدا سے عرض

ہم ہیں گنہگار ہمیں بخشوائیے / جا کر کرینگے شافعِ روزِ جزا سے عرض

ہیں خواہشیں دراز مطالب بہت ہیں طول / کردینا مختصر کو خیرالورا سے عرض

بخشیں کرم سے وہ تو شفاعت ہے بخشوا / یہ حق سے التجا ہے تو وہ مصطفےٰ سے عرض

اکبرؔ کو بھی بلاؤ یہ کہیو تو اے صبا / خدمت میں دست بستہ التجا سے عرض

اُمت کے غمگسار ہے دشوار پلصراط / کیونکر اتر کے جائیں گنہگار پلصراط

تاریک چشم کور سے باریک بال بال / دے گا ہزار طرح کے آزار پلصراط

جلکر ہوئے جو آتشِ عشقِ نبی میں خاک / اُن کے لئے ہے گوشۂ گلزار پلصراط

قربانیاں جو کرتے ہیں عید الضحیٰ کے روز / اک پل میں ہونگے حشر میں وہ پار پلصراط

کٹ کٹ گریں گے دوزخی دوزخ کی آگ میں / دوزخ پہ ہے کھنچی ہوئی تلوار پلصراط

طے کی ہیں سخت منزلیں آئے ہیں دور سے
آسماں ہو ہم غریبوں پہ غضب پل صراط

گر تیرا لطف ہو تو میرا بیڑا پار ہو
یہ تیرا قہر ہے تو مرے قہار پل صراط

کیا کیا سزائیں لکھی ہیں پروردگار نے
دوزخ میں آگ تیغ کی دھار پل صراط

ردیف ظاءِ معجمہ

پروردگار اکبر عاصی ہے ناتواں
تیرے کرم سے اس پہ ہو گلزار پل صراط

کیوں نہو عشاق کو اس شاہِ خوباں کا لحاظ
چشم بلبل میں ہے گلہائے گلستاں کا لحاظ

کی محمد نے شفاعت ہو گیا خالق کا حکم
جاتے ہیں جنت کو ہم کیا ہمیں رضواں کا لحاظ

سایہ دامن میں جو آکر چھپے بخشے گئے
آگیا خالق کو بھی حضرت کے داماں کا لحاظ

قدر گوہر کے احد ہیں جانتے گوہر شناس
دیدۂ رحمت میں ہے حضرت کے دنداں کا لحاظ

کربلا میں ذبح کی اولاد لوٹا گھر کا گھر
شمر ظالم تھا یہی محبوب سبحاں کا لحاظ

اب ہوئی بخشش کہ ہے محبوب کا خالق کو پاس
اور ہے محبوب کو امت کے عصیاں کا لحاظ

کیا دکھاؤں منہ تمہارے روبرو آنے میں بھی
حرم کا کھٹکا خطا کی شرم عصیاں کا لحاظ

جاؤ گے یاں سے وہاں اُن چاہئے کچھ یاں کا پاس
اور ہے محبوب کو امت کے عصیاں کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

وہ بڑا غفار ہے بیٹھے ہو کیوں اکبر اداس
آہی جائے گا تمہاری چشم گریاں کا لحاظ

روزِ جزا میں ہوں گے شفیع الورا شفیع
ہم عاصیوں کا کون تھا اُن کے سوا شفیع

کیا کیا لقب ہیں آپ کے سردارِ دو جہاں
اُمت کے غمگسار حبیبِ خدا شفیع

لاکھوں کو بخشوائیں گے محبوبِ کبریا
اپنے بھی ہو سکیں گے نہ اور انبیا شفیع

آنکھوں میں جو لگائیں گے وہ نور پائیں گے
خاکِ قدم ہے آپکی خاکِ شفا شفیع

اکبر خدا کے فضل سے کچھ ڈر نہیں ہمیں
محشر میں ہوں گے شافعِ روزِ جزا شفیع

نورِ احمد سے ہے مہرِ اوجِ ایماں کو فروغ
جس طرح خورشید سے ہے ماہِ تاباں کو فروغ

شاخ میں نشو و نما غنچوں میں نکہت گل میں رنگ
جلوۂ احمد نے بخشا ہے گلستاں کو فروغ

زلفِ مشکیں سے ترے لب ہائے رنگیں سے ترے
نافۂ آہو کو ہو لعلِ بدخشاں کو فروغ

انبیا میں انبیا محبوب تو محبوب ہے
انبیا پر کیوں نہ ہو محبوبِ سبحاں کو فروغ

عرشِ اعظم پر بلایا تھے فرشتے ہمرکاب
کس قدر بخشا ہے حق نے اپنے مہماں کو فروغ

ہوگئیں بے نور توریت و انجیل و زبور
جب سے حسنِ وصفِ احمد سے ہی قرآں کو فروغ

ہوگئے چودہ طبق روشن ضیاءِ نور سے
اس چراغِ عرش سے ہے بزمِ امکاں کو فروغ

تیرے جلوہ سے ترے پرتو سے تیرے نور سے
آنکھ کو انوار دل کو روشنی جاں کو فروغ

یہ دعا اکبر کی ہے یارب سے کیجے قبول
نورِ ایماں سے ملی ہر ایک انساں کو فروغ

تک رہے ہیں حشر میں سب میرے مولا کی طرف
ہوں براتی دیکھتے جس طرح دولہا کی طرف

لے چلو اے ہمدمو اے ہمسفرو لے چلو
باغِ طیبہ کی طرف گلزارِ بطحا کی طرف

دل کو سودا ہو گیا عشقِ رسول اللہ میں
تھامتا ہوں پر یہ جاتا ہے تمنا کی طرف

کس قدر اللہ تھا شوقِ دیدارِ حبیب
دیکھتا تھا دیدۂ رحمت سے بطحا کی طرف

اور یہ کہتا تھا محبت سے کہ اے میرے حبیب
دیر کیوں کرتا ہے آجا اپنے شیدا کی طرف

صرصرِ جذبِ محبت تھا براقِ برق پا
اُڑ گیا لے کر سریرِ عرشِ اعلیٰ کی طرف

عشق ہی اُن کو خدا سے اور خدا کو اُنسے عشق
حق تو ہے انکی طرف وہ حق تعالیٰ طرف

شمع کو پروانہ گل کو بلبلیں لیلیٰ کو قیس
دیکھتے ہیں ہم تمھارے روئے زیبا کی طرف

روضۂ محبوب کو جاتا ہوں میں کشش ق سے
تشنہ لب جیسے مسافر کی نظر دریا کی طرف

لے چل اے یادِ نبیؐ عشقِ نبیؐ شوقِ نبیؐ
غرب کی جانب عرب کی سمت بطحا کی طرف

تیرا عاشق اور یوں در در پھرے خانہ خراب
دیکھ تو اس **اکبرؔ** بدنام و رسوا کی طرف

جان لے کر جائے گا مولا ترا دردِ فراق
ریشہ ریشہ میں جگہ ہی جا بجا دردِ فراق

اُٹھ کھڑا ہو چل مدینہ کی یہاں بیٹھا ہی کیا
رات دن کہتا ہے اُٹھ اُٹھ کر ترا دردِ فراق

آؤں گا روضہ پہ تیرے آئیگا دل کو قرار
جاؤں گا دنیا سے جب میں جائیگا دردِ فراق

جس طرح ہے مجھ کو تجھ سے اُنس اس کو مجھ سے ہی
حشر میں بھی ساتھ جائے گا ترا دردِ فراق

پھر ترا آیا تصور پھر گیا میں آپ سے
پھر میں بیٹھا تھام کر دل پھر اُٹھا دردِ فراق

ہائے ہیں کیا کیا ستم عشقِ رسول اللہ میں
صدمہ اندوہ و ایذائے بلا دردِ فراق

اے گلِ وحدت کھلائے باغِ طیبہ کی بہار
دل میں کانٹا سا کھٹکتا ہے سدا دردِ فراق

عشقِ احمد میں یونہی ہو جائیں دونوں تمام
میں غذائے درد ہوں میری غذا دردِ فراق

سبب مجھے تجھ سے ملا کر حشر میں ہوگا جدا | ساتھ اُٹھے جنازہ کے ترا دردِ فراق
کر دے ہر اک عضو کو عشقِ رسول اللہ میں | حرف حرفِ درد کی صورت جدا دردِ فراق

کھتی ہوگی تربتِ اکبرؔ پہ رو کر بے کسی
اے مرے غمخوار تجھ کو کھا گیا دردِ فراق

بخشوا دے ہمیں اللہ سے جا کے نزدیک | کیا یہ کچھ دور ہے محبوبِ خدا کے نزدیک
وہ کرم کی ہو بھرن جس سے گنہ دُھل جائیں | دور ہے کیا تری رحمت کی گھٹا کے نزدیک
نقشِ گیسو کے چشمے ہیں انوار کے گنجینے ہیں | سیدِ ہاشمی کے پاس خدا کے نزدیک
کس قدر پاس محمد ہے کہ سبحاں نے کئے | اُمتِ عاصی کے غم دور بلا کے نزدیک
بخشدے بخشدے اُمت مری مرے مولا | منتیں کرتے ہیں جا جا کے خدا کے نزدیک
قابَ قوسین سے ثابت ہے تمہارا جانا | عرش پر پردۂ وحدت میں خدا کے نزدیک
حسرتیں نکلیں اگر ٹھوکریں کھائے مری لاش | پاؤں میں حاجیوں کے کوہِ صفا کے نزدیک

نہ اٹھے اکبرؔ عاصی کا جنازہ نہ اٹھے
دفن ہو روضۂ محبوبِ خدا کے نزدیک

ردیف لام مہملہ

خون رو کے سرخ سرخ ہوئے داغدار پھول | عشقِ محمدی میں ہیں سینہ فگار پھول
تیرے مقابلہ میں ہیں کیا اے نگار پھول | تو ایک ہے جہاں میں چمن میں ہزار پھول
دیکھا ہے کیا چمن میں جمالِ محمدی | بلبل بھی بیقرار ہے اور دل فگار پھول
جس کو نصیب ہو مری آنکھوں سے دیکھ لے | اے سروِ باغِ قدس ہے تیرا مزار پھول

اکبر ہو رنگ بوئے محمدؐ پہ جاں نثار
سب ہیچ خوشے غنچے ثمر برگ خار پھول

ہے گل روئے محمدؐ گلستانِ فصلِ گل
بھول جائیں بلبلیں بس داستانِ فصلِ گل

عندلیبانِ چمن ہیں نغمہ سنجانِ درود
حسنِ احمدؐ نے بڑھا دی عز و شانِ فصلِ گل

خلد میں جاتا ہے محبوبِ خدا گلگشت کو
گلشنِ وحدت کا گل ہے میہمانِ فصلِ گل

نوبہارِ گلشنِ حق تجھ سے رنگِ باغِ خلق
موسمِ گل تن ہے تیرا تو ہے جانِ فصلِ گل

سر پہ کافوری عمامہ بر میں نورانی عبا
ہاں ادھر بھی اک جھلک اے گلستانِ فصلِ گل

برگِ گل گوشِ محمدؐ سنبلِ فردوس زلف
رنگِ گل رخسارِ احمدؐ جسم جانِ فصلِ گل

ایسی ہوتی ہے فضا ایسا چمن ایسی بہار
گلشنِ طیبہ میں آئیں عاشقانِ فصلِ گل

کیسے روضہ پر فدا گلزارِ رضواں کی بہار
تیرے کوچہ پر نچھاور عز و شانِ فصلِ گل

نعت کا گلدستہ لایا ہے اسے کیجے قبول
اکبرِ رنگیں سخن خوش داستانِ فصلِ گل

ہو گل روئے محمدؐ کی ثنا خواں بلبل
چھوٹ اے الفتِ گلہائے گلستاں بلبل

تو ہی لائے خبر اس گل کی مدینہ سے صبا
تو ہی ہو میرے لئے مرغِ سلیماں بلبل

چار دن کے ہیں یہ ان پھولوں میں کیا رکھا ہے
ہو گلِ گلشنِ لولاک پہ قرباں بلبل

ہر خزاں دیدہ ورق کوچ کا دیتا ہے سبق
یہ گلستاں ہے گلوں کا دبستاں بلبل

گھات میں دام ہے صیاد اجل تاک میں ہے
اس چمن زار سے کر کوچ کا ساماں بلبل

ایسے اوصاف محمد کے سنا دے اشعار
گونج اٹھے جن سے گلستاں کا گلستاں بلبل

زمزموں میں سرِ گلشن ہو درود اور سلام
کہ دعا دیں گے تجھے نیک مسلماں بلبل

خون رویا غمِ احمد میں چمن رنگ کہاں
جام گل میں ہی بھرا خونِ شہیداں بلبل

باغ فردوس میں اکبرؔ کو جگہ دے اللہ
نعت احمد کے ہی قابل یہ غزلخواں بلبل

جب سے رنگ و بوئے احمد پر ہے شیدا پھول پھول
اپنے جامہ میں نہیں پھولا سماتا پھول پھول

بہرِ اُمت ہاتھ میں حور و لئے ہیں کوثر کے جام
یا کھلا ہے گلشن جنت کا تختہ پھول پھول

بلبلیں ہیں مست لا الٰہ الا اللہ میں
اللہ اللہ کہہ رہا ہے مولا مولا پھول پھول

ہوتی ہے اسواسطے بلبل سرِ گلشن نثار
جلوۂ حسنِ محمد ہے سمایا پھول پھول

جوشِ بحرِ شہ میں ہر آنسو بنا ہے آبلہ
بلبلے پانی میں ہیں یا شاخ دریا پھول پھول

ہے سرِ گلزار شورِ اَلصَّلٰوۃ وَالسَّلام
عارضِ رنگینِ احمد پر ہے شیدا پھول پھول

کردیا ہے آبروئے حسن سے تو نے نہال
گدا گدا ڈالی ڈالی پتہ پتہ پھول پھول

کُنتُ کنزاً مخفیا کا رنگ ہر غنچے میں ہے
پڑھ رہا ہے سورۂ انا فتحنا پھول پھول

مرحبا اکبرؔ جزاک اللہ یہ رنگ چمن
کیا ہی گوندھا نعت کے مضموں کا گجرا پھول پھول

قاضی الحاجات اہدنا الصراط المستقیم
سامع الدعوات اہدنا الصراط المستقیم

تجھ میں سب طاقت ہے ہم ناچیز ہیں گمراہ ہیں
ہیں ردی حالات اہدنا الصراط المستقیم

پھر نہ ہو گمراہ گر یہ رات دن پڑھتی رہے
اَللّٰھُمَّ احشُرنا فی دین النبی المصطفےٰ
یا الٰہی ہر جگہ ہر وقت شیطانِ لعیں
اُن کو سید ھا راستہ ملتا ہے حق کا جو بشر

سارے ہی مخلوقات اہدنا الصراط المستقیم
ہو قبول الطاعات اہدنا الصراط المستقیم
ہے لگائے گھات اہدنا الصراط المستقیم
پڑھتے ہیں دن رات اہدنا الصراط المستقیم

آئی ہے اکبرؔ یہ از بہر نجات گمرہی ہر شو
عرش سے سوغات اہدنا الصراط المستقیم کر

دو جہاں کے بادشاہ اہدنا الصراط المستقیم
عشق محبوبِ خدا تو ہی ہمارا خضر ہو
استقامت استعانت کی ہو تجھ سے آرزو
اس کوشش سے عاجزانہ کہتے ہیں دن رات

ہیں بہت گمراہ اہدنا الصراط المستقیم
فی سبیل اللہ اہدنا الصراط المستقیم
سب کے شاہنشاہ اہدنا الصراط المستقیم
داعی درگاہ اہدنا الصراط المستقیم

بہکے جاتے ہیں یہاں اکبرؔ کٹھن ہیں منزلیں
لے خبر اللہ اہدنا الصراط المستقیم

ہم پہنچ جائیں مدینہ ایک ہی فریاد میں
تھے محمد مصطفےٰ جب عازم گلزار خلد
حوریں کہنے لگیں دیکھا جو وہ بوٹا سا قد
کیوں نکیرین آ کے مرقد میں اٹھاتے ہو مجھے
کربلا میں کر دیے ایک ایک نے سو سو کے خون

ایسے مضطر ہیں رسول ہاشمی کی یاد میں
پڑھتی تھیں صلِّ علیٰ حوریں مبارکباد میں
کیا دھرا ہے خلد کی طوبیٰ اور شمشاد میں
مر مٹا ہوں مصطفےٰ صلِّ علیٰ کی یاد میں
تھے جواں کیا کیا شہِ کونین کی اولاد میں

ہے ہولئے وصلِ حورانِ جناں زاہد اگر
جسکی ہیبت سے بھی کنیز پرہ تو اسکی یاد میں

فکرِ دنیا خوفِ عقبیٰ سینکڑوں رنج و الم
ہائے کیا کیا کلفتیں ہیں اک دلِ ناشاد میں

آپڑا طوفان عصیاں سے تباہی میں جہاز
میرے کھیون ہار اب کیا دیر ہی امداد میں

حسرتیں تاک کرتے رہ گئے جس گل تر کی تلاش
روح اکبر بن کے بلبل گلشنِ ایجاد میں

دم نکلے یا الٰہی یادِ محمدی میں
صلِّ علیٰ زباں پر ہو فرحت فزا خوشی میں

دیکھا ہے جب سے جلوہ اُس نورِ مصطفےٰ کا
نرگس کو ہے تحیر سوسن ہے بیکلی میں

جنت دے یا کہ دوزخ کچھ غم نہیں کہ مولیٰ
راضی تری رضا میں خوش ہیں تری خوشی میں

گلشن میں جاکے دیکھو بلبل کی یہ صدا ہے
تو ہی بسا ہوا ہے ہر گل میں ہر کلی میں

اللہ سے لو لگالے دنیا کے چھوڑ جھگڑے
کیا کیا کرے گا بندہ تھوڑی سی زندگی میں

بحرِ گنہ میں کشتی اب ڈگمگا رہی ہے
تیرے بغیر کھیوا ہے کون بیکسی میں

درگاہ کبریا میں ہر دم یہی دعا ہے
مدفون ہوئے اکبر مولا تری گلی میں

کیا فصاحت تھی نبی کی عالم تقریر میں
مرحبا کا شور تھا ہر سو جوان و پیر میں

والضحیٰ وصفِ رخِ حضرت ہی کیا کافی تھی
سینکڑوں مصحف بھی وصفِ حسن کی تقریر میں

احمدِ مرسل کا کیا دربار عالی شان ہے
سجدہ کرتا ہے جہاں گردوں بھی ہے تدبیر میں

مرکبِ محبوبِ سبحاں کیا سریع السیر تھا
جاکے آیا عرش سے جنبش رہی زنجیر میں

ہو مبارک آپ کو یہ گلشنِ اسری کی سیر
ہے لَقَد صَدَقَ اللہُ رسولہُ الرُّؤیا اسی تعبیر میں

میری آنکھوں کے ہوں پردے تیرے روضہ کا غلاف
میری پیشانی ہو جائے سنگِ درِ تعمیر میں

ہر رگ و پے میں نہاں ہے پھر بھی ہو نا رحجاب
کیا ترا جلوہ نہیں لکھا مری تقدیر میں

بند کیں آنکھیں تو میرے سامنے پھرتا رہا
کھولدی آنکھیں تو چپ بیٹھا دلِ دلگیر میں

صبر کیجے صبر کیجے سنتے سنتے تھک گئے
ہم نہ آخر ہوں کہیں تاخیر ہی تاخیر میں

تو مری روزی ہو اے غم اور میں تیری غذا
تو گئے حصہ میں ہے اور میں تری تقدیر میں

دیکھ کر گلہائے نگارنگ گلشن میں نہ بھول
باغباں پھرتا ہے اے بلبل تری تدبیر میں

مجھ کو ہی میزانِ محشر میں سبک ہونا پڑا
فرق تھا تیری عنایت اور مری تقصیر میں

اب ہوئی فیضِ چمن آرائے رحمت سے ندا
گلشنِ فردوس ہے اکبر تری جاگیر میں

ہوا یہ عشق یادِ مصطفےٰ میں
کہ اڑ جاؤں مدینہ کو ہوا میں

الٰہی تو ہے اور محبوب تیرا
ہمارا کون ہے روزِ جزا میں

دکھاوے ایسا دن بھی یا الٰہی
کہ دوڑوں کوہِ مروہ اور صفا میں

ہوا ظاہر جو یثرب کو جلی روح
اڑا تخت سلیمانی ہوا میں لکھو

بسے گی مثل بوئے گل مری روح
چمن زارِ مدینہ کی فضا میں

دمِ پرسش یہ کہہ کر شافعِ حشر
پکاروں گا تمہیں روزِ جزا میں

وہیں موتی بنا اکبر وہ آنسو
جو ٹپکا یادِ محبوبِ خدا میں

ہستیٔ رنگِ گلستانِ جہاں کچھ بھی نہیں
چہچہتی ہیں بلبلیں گل کا نشاں کچھ بھی نہیں

کوسِ رحلت کی صدا ہے قافلہ والے چلو
ایکدو دم ہے قیامِ کارواں کچھ بھی نہیں

تاجِ کیخسرو کہاں شداد کا گلشن کہاں
حسرتِ ارماں کا اٹھتا ہی دھواں کچھ بھی نہیں

ہو گئے لقمے زمیں کے موت سے کھا کر شکست
فوجِ دارا لشکرِ نوشیرواں کچھ بھی نہیں

جنکے محلوں میں ہزاروں رنگ کے فانوس تھے
جھاڑ انکی قبر پہ ہیں اور نشاں کچھ بھی نہیں

چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات ہے
یہ ترا حسنِ شباب اے نوجواں کچھ بھی نہیں

گر گئے برگِ گلستاں اڑ گئی گلشن کی بو
رنگِ گل کچھ بھی نہیں بلبل کی جاں کچھ بھی نہیں

کھل گیا گلبانگ کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ سے
غیرِ ذاتِ حق یہ گلزارِ جہاں کچھ بھی نہیں

غیر حاضر کیوں ہو دربارِ رسول اللہ سے
جلد یثرب کو چلو اکبر یہاں کچھ بھی نہیں

ہند والے انھیں مکی مدنی کہتے ہیں
خلد والے انھیں سروِ چمنی کہتے ہیں

عرقِ گل سے پسینہ میں فزوں تھی خوشبو
اس کو بوئے صفتِ گلبدنی کہتے ہیں

دیکھکر اپنے صحیفوں میں ترا اسم جمیل
انبیا رعب سے اللہ غنی کہتے ہیں

یادِ احمد میں جو خوں رویا تو اولی الابصار
میرے اشکوں کو عقیقِ یمنی کہتے ہیں

پوچھا حوروں نے حضور آپکے دولت خانہ
ہنسکے بولے ہمیں مکی مدنی کہتے ہیں

اک اشارہ سے ہوا چاند کا دو ٹکڑے
عاشق اس آن کو برچھی کی انی کہتے ہیں

شعلۂ الفت کہ وہ اثر سے ہر پہلو پر
میری امت کی نہ ہو دل شکنی کہتے ہیں

اے اکبر نہ بے چین کرو تم کہ ابھی
عاشق ستم یار کی مدنی کہتے ہیں

منزلِ غم میں تھکا بیٹھا ہوں محبوب کے دو
اس مصیبت کو غریب الوطنی کہتے ہیں

ایک تم ہو کہ رہے اللہ تمہارا عاشق
ایک موسیٰ ہیں کہ ربِّ ارنی کہتے ہیں

مرحبا اکبر مداح لکھی خوب غزل
اسی انداز کو شیریں سخنی کہتے ہیں گو

در شان حضرت مرشدنا و مولانا آلِ رسول مقبول حاجی حرمین شریفین حافظ سید وارث علی شاہ عرف مٹھن میاں طول حیاتہٗ و رفع درجاتہٗ و بسط اللہ کراماتہٗ۔ آمین ثم آمین۔

ہیں گوہر تاجِ سخا وارث علی شاہِ زمن
محبوبِ محبوبِ خدا وارث علی شاہِ زمن

انوارِ عرفاں سے ترے روشن ہوا ہندوستاں
اے آفتابِ چشتیاں وارث علی شاہِ زمن

رنگِ گلستانِ بقا بوئے گلِ باغِ وفا
نخلِ چمن زارِ عطا وارث علی شاہِ زمن

اک تو وہ ہی بر حصر کیا پر نور خطہ ہند کا
ہے تجھ سے اے شمعِ ہدیٰ وارث علی شاہِ زمن

نورِ چراغِ بزمِ حق زیبِ سریرِ معرفت
سلطاں ترے در کے گدا وارث علی شاہِ زمن

پایا ہے کیا کیا مرتبہ اور ہو گیا غم سے رہا
جس نے کہا غم میں کہا وارث علی شاہِ زمن

حافظ ہو تم حاجی ہو تم والی ہو تم وارث ہو تم
اے دردِ عصیاں کی دوا وارث علی شاہِ زمن

کب تک بھٹکوں میں ڈھونڈھتا بتلائیے راہِ خدا
اے گمرہوں کے رہنما وارث علی شاہِ زمن

ہو جائے کچھ اس کو عطا آیا ہے لیکر التجا
اکبر فقیرِ بے نوا وارث علی شاہِ زمن

ہے نورِ محمدؐ کی جھلک رنگِ چمن میں
گر یہ ہی رہی آگ محبت کی بدن میں
اس سرورِ عالم کے پسینہ سے ضیا ہے
گویا تھا براق آپ کا نورِ نظر برق کو
بیکس ہوں میں عاجز ہوں مدینہ میں بلا لو
ہجرِ کوثر میں مری جان گئی ہے
فریاد ہے فریاد ہے اے داورِ محشر
شہرہ ہے محمدؐ کی رسالت کا ہر اک سو

رابیل میں بیلے میں چنبیلی میں سمن میں
اُڑ جاؤں گا کافور لگاتے ہی کفن میں
بو مشک ختن میں ہے چمک لعلِ یمن میں
طے ہفت سماوات کئے چشم زدن میں
مر جاؤں نہ گھٹ گھٹ کے کہیں رنج و محن میں
اِک حسرت و ارمان کی ہے تصویر کفن میں
زہرا کا یہ چمن لوٹ لیا شام کے بن میں
کہسار میں بستی میں بیاباں میں چمن میں

اکبر ہے مرا نام ثنا خوانِ نبیؐ ہوں
بلبل سا چہکتا ہوں گلستانِ سخن میں

اوصاف محمدؐ کے ترانے ہیں سخن میں
اوصاف براقِ شہ دیں ہو نہیں سکتے
ہے کیا عجب آنکھوں میں بٹھائیں مجھے حوریں
یہ عشق گھلائے گا مجھے شمع کی صورت
اشکوں میں ٹپکتے ہیں جگر سوزشِ غم سے
نعلین کے ہوتے ہیں پسینے گہرِ انجم
ہے اُس گلِ حدت کے پسینہ سے محبت

قرطاس پہ جامہ ہے کہ بلبل ہی چمن میں
اک برق تھی جو کوند گئی چرخ کہن میں
جل نہیں سکے ہوا سرمہ محبت کی جلن میں
پھونکا ہے جگر آگ لگا دی ہے بدن میں
لو آگ برسنے لگی بھادوں کی بھرن میں
زینت ترے قدموں سے ہوئی چرخ کہن میں
اس عطر کا شیشہ مرے رکھ دینا کفن میں

پیشانی پہ کاکل ہیں کہ رخسار پہ زلفیں
سنبل کی شکن گل پہ ہیں یا چاند گہن میں

یہ رنگ یہ انداز یہ آواز تو اکبر
طوطی ہے کہ قمری ہے کہ بلبل ہے چمن میں

عشق احمد کی لگی دل پہ کٹاری اندنوں
ہو رہا ہوں زندگی سے اپنی عاری اندنوں

کہتا ہے گھنگھور کر ابرِ بہاری اندنوں
لوں بلائیں کاکلِ سرور تمہاری اندنوں

حسن بنکر کیا سمائے نور بنکر بس گئی
میری آنکھوں میں وہ صورت پیاری پیاری اندنوں

لالہ آسا داغ ہیں عشقِ رسول اللہ میں
میرا سینہ بن گیا پھولوں کی کیاری اندنوں

چاہنے والوں کے [illegible] ہیں عاشقوں کے لب پہ ہے
بیقراری آجکل فریاد و زاری اندنوں

چار سو اللہ اکبر کی صدا ہے پانچ وقت
دین اور اسلام کا سکہ ہے جاری اندنوں

ہیں فرشتے ہمرکاب اس شان سے فردوس میں
سرورِ عالم کی آتی ہے سواری اندنوں

وہ برستا ہے چھما چھم روتی ہیں زار زار
ابر اور آنکھوں میں ضد ہے باری باری اندنوں

سرورِ عالم سے کہدینا مفصل حالِ زار
کعبہ جانا ہو اگر بادِ بہاری اندنوں

یعنی وہ اکبر کہ جس کو ہے تری الفت کا شوق
اُس کو تیرے ہجر سے ہے بیقراری اندنوں

شہِ عالم گئے تا لامکاں آناً فاناً میں
جہاں گم آدمی کا ہو گماں آناً فاناً میں

انھیں جذبِ محبت نے خدا کے عرش تک کھینچا
ابھی یاں تھے ابھی پہنچے وہاں آناً فاناً میں

ہوا منظور جب اظہار نورِ مصطفیٰ حق کو
کہاں گم ہو گئے دونوں جہاں آناً فاناً میں

نہ ہوگی جانکنی جو کلمۂ طیب کو پڑھتے ہیں
نکل جائیگی آسانی سے جاں آناً فاناً ہیں

نہ ہو مغرور اس حسن شباب چند روزہ پر
بدل جاتا ہے رنگ آسماں آناً فاناً ہیں

بہت بیتاب ہیں بے چین ہوں طیبہ میں بلوالو
شہ کونین جلدی مہرباں آناً فاناً ہیں

براق شاہ اکبر کر لیا روشن دو عالم کو
برنگ شعلۂ برق طپاں آناً فاناً ہیں

لوائے حمد میرے لشکر کا افتخار ہو
رسول ہاشمی مسند نشین عرش اعلیٰ ہو

عظیم الخلق آرائش بزم تدلّٰے ہو
شفیع الخلق ہو زینت دہ چتر فاوحیٰ ہو

الٰہی ذات پر تیری توکل ہو تو ایسا ہو
کہ سایہ تک بھی ہمسایہ خاطر کو گوارا ہو

کہاں یوں پردۂ صورت میں تاباں حسن معنیٰ ہو
وہ اک نور مجسم ہے جو انساں ہو تو ایسا ہو

غم شبیر میں زخمی ہے دل کیا خاک جیتا ہو
پئے کب خضر کا پانی جو خنجر کا پیاسا ہو

ہوا روپوش شیطاں شرم فرمانے حق سے
خطا سے حنیف شرمندہ نہ یہ مٹی کا پتلا ہو

جمال شہ سے ادنیٰ ہے تجلی اہل دنیا کی
عروج نیر قوسین سے کیا کوئی اعلیٰ ہو

مسجل معصیت مستغنی الاعمال بن جائے
شفاعت ہادی کل کی اگر تشریف فرما ہو

وہ دیکھے جلوہ سبحان الذی بعبدہ کا
کہ جسکی کحل مازاغ البصر سے چشم بینا ہو

کھٹک آنکھوں میں ہے آنکھیں اگر ہوں پردہ در میں
مدینہ میں ہو تم اور میری آنکھوں میں مدینہ ہو

بہار گلشن فردوس اس کو کیا پسند آئے
کھنچا آنکھوں میں جسکے نقشۂ گلزار بطحا ہو

اٹھا دو پردۂ حائل کہ مشتاق تجلی ہے
یہ اکبر آپکے جلوہ سے غش ہمرنگ موسیٰ ہو

چڑھے دریا جو اس کا جودی یہ سفینا ہو
ڈبوئے کون جس کو اس کی رحمت نے ترایا ہے

بشر ہو یا ملک ہو کام کا ہو یا نکما ہو
وہ اچھا ہے وہ اچھا جو ترے نزدیک اچھا ہو

طریق سیر چشمی سے غریبوں کا گذارا ہو
زمیں اتنی نہ تنگی کر فلک اتنا نہ اوچھا ہو

وہ شرما جائیں گے میدان محشر میں نہ بلواؤ
کہیں رحمت نہ چھپ جائے گنہ جب آشکارا ہو

نہیں یا طاقتِ دیدار پھر شرم و حیا کس کی
کہ بنکر ہوش اُڑ جاؤں گا خود تو جلوہ آرا ہو

تلاشِ یار میں ہمدم کئے ہیں جا بجا سجدے
وگرنہ میر اسر اور غیر کا نقشِ کفِ پا ہو

بشر کی آنکھ پر کیوں سات پردے ڈال رکھے ہیں
خدارا صاف کہدو گر تمھیں منظور چھپنا ہو

کہاں پاؤں کدھر ڈھونڈوں کہاں وہ جسم دل جسپر
ترے گیسو کا سودا ہو ترے رخ کی تمنا ہو

ہی ثابت بلبلوں کے ٹوٹ کر پانی میں ملنے سے
کہ وہ مٹی میں ملجاتا ہے جو مٹی کا پتلا ہو

الٰہی آتشِ عشقِ رخِ محبوب کیا شے ہی
جو بجلی ہو تو گر جائے جو شعلہ ہو تو ٹھنڈا ہو

بیاضِ چشم پر بھی نقش ہے توحید کا کلمہ
کہ اِلّا ہو پڑھوں اور قافیہ میں حرف لا ہو

ترے پردے سے نے اوپر دہ نشیں کیا ستم ڈھایا
خدا جانے کہ پھر کیا ہو اگر تو آشکارا ہو

عیاں ہو وہ جہاں اکبر اسے بیت الصنم سمجھو
مرے نزدیک ہیں سب ایک کعبہ یا کلیسا ہو

تری رفعت سے پستی آسماں کو
تری ہستی سے ہستی انس و جاں کو

بنایا گر نگین لامکاں کو
مٹاویں گے ہم اپنے بھی نشاں کو

محمد کی صفت لکھے یہ طاقت
کہاں ہے کلک مقطوع اللساں کو

تسلیم کا رعب ہے یہاں سر تسلیم ہے
نہیں تابِ سخن قطعاً زباں کو

محمد مصطفیٰ محبوبِ حق ہیں
نہ کیوں یہ نام پیارا ہو زباں کو

اڑا لائے باغِ نبیؐ سے
شمیمِ گیسوئے عنبر فشاں کو

ترے پرتو سے مہر و ماہ روشن
ترے جلوہ سے ضو کون و مکاں کو

اٹھو اکبرؔ چلو طیبہ کی جانب
جو چاہو دیکھنا باغِ جناں کو

اُس نبیؐ کے نور میں کیوں حسنِ یکتائی نہ ہو
جو جمالِ خالقِ کونین کا آئینہ ہو

آتے ہیں حور و ملک جن بشر کیوں فوج فوج
خلد گلزارِ مدینہ میں اُتر آئی نہ ہو

حق محمدؐ چار یار آلِ عبا سب جمع ہیں
وسعتِ جنت مرے دل میں سمٹ آئی نہ ہو

جانبِ طیبہ ہے بلبل کی طرح پروازِ روح
سرزمینِ گلشنِ یثرب پسند آئی نہ ہو

ہائے قسمت یوں پھروں میں دربدر شوریدہ سر
میرا سر ہو اور ترے در پر جبیں سائی نہ ہو

اُس کا ایماں ہی نہیں جس کو نہیں تیری تلاش
وہ مسلماں ہی نہیں جو تیرا شیدائی نہ ہو

ہم تو جب جانیں فرشتوں میں قدم رنجہ ہو آپ
اور ہر سو شور مولانا و مولائی نہ ہو

کیا مزا ہو حشر میں یہ نام پاس ہو اللہ کے
اور مجھے شوقِ زیارت سے شکیبائی نہ ہو

پردۂ انساں میں آ کر خود دکھاتا جمال
رکھ لیا نام محمدؐ تاکہ رسوائی نہ ہو

حشر برپا کیوں ہوا میرے گناہوں کو کہیں
کھینچ کر رحمت تری دربار میں لائی نہ ہو

اس دعا پر اکبرؔ عاصی کی سب آمین کہیں
یا الٰہی عرصۂ محشر میں رسوائی نہ ہو

کہاں ہو نور شمع حق کدھر ہو
مرے فانوس دل میں جلوہ گر ہو

ترحم اے مرے مولیٰ ترحم
نہ مشتاقوں سے اتنا بے خبر ہو

مرے مولیٰ دبا بارِ گنہ سے
کرم کی مہر کی مجھ پر نظر ہو

تمنّا ہے یہ عاصی روزِ محشر
بزیرِ دامنِ خیر البشر ہو

شگفتہ ہو الٰہی غنچۂ دل
چمن زارِ مدینہ کا سفر ہو

ترا کوچہ ہو اور یہ تیرا مشتاق
ترا عتبہ ہو اور بندہ کا سر ہو

اس اکبر کا بھی مولیٰ مثل علوی
ترے دربار عالی تک گذر ہو

فقیرانہ ہوں کپڑے کلمۂ طیب زباں پہ ہو
ترے در پر کھڑا ہوں شوق دونوں سے برابر ہو
مری جانِ حزیں ہو اور سیر گلشنِ یثرب
گنہ کا بار پل باریک ادھر دوزخ ادھر دوزخ
اسے آساں ہے سیر چار سو گلشنِ جنت
اسے دوزخ سے کیا دہشت اسے محشر سے کیا وحشت
تمنا ہے ترے روضہ دروازوں میں طاقوں میں
مرے مولیٰ مرے آقا یہ حسرت ہے یہ ارماں ہے
شہیدی کی طرح ہندوستاں سے کوچ کر اکبر

مدینہ کا سفر ہو جذبۂ محبوب رہبر ہو
ادھر سے مولیٰ مولیٰ ہو ادھر سے اکبر اکبر ہو
مدینہ کی زمیں ہو اور میرا جسم لاغر ہو
نہایت ناتواں ہوں یا نبی اللہ کبھو کر ہو
جسے عشق ابوبکر و عمر عثمان و حیدر ہو
کہ جس کے یا محمد نقش دل پر ہو
مری آنکھوں کے پڑے ہوں مری پلکوں کی جھاڑو ہو
مرا دل ہو ترا گھر ہو ترا در ہو مرا سر ہو
درِ محبوب حق خاتمہ بالخیر جب اکبر ہو

شہنشاہِ دیں کا مدینہ تو دیکھو
خجل اس سے ہے طورِ سینا تو دیکھو

کہاں جلوہ فرما تھا نورِ محمدؐ
وہ عرشِ معلیٰ کا زینہ تو دیکھو

رہے کسوتِ فقر میں شاد و خرّم
شہنشاہِ دیں کا قرینہ تو دیکھو

غمِ ہجرِ احمدؐ میں اشکِ حسرت
عزیزو مرا کھانا پینا تو دیکھو

ہیں نقش و نگارِ محمدؐ محمدؐ
نگینہ بنا میرا سینہ تو دیکھو

سجایا ہے حوروں سے امت کی خاطر
ہر اک باغِ جنت کا زینہ تو دیکھو

خجل ہو گئی مشک و عنبر کی خوشبو
حبیبِ خدا کا پسینہ تو دیکھو

کہو حور و غلماں سے چلکر یہ اکبرؔ
کہ جنت تو دیکھی مدینہ تو دیکھو

در پہ آیا ہوں شرمندہ ہو کر مرے بیڑے کو پار لگا دو
غرقِ بحرِ گنہ ہوں سراسر مرے بیڑے کو پار لگا دو

جو خطا ہو مری عفو کیجے مجھ کو اپنی غلامی میں لیجے
شاہِ دیں شافعِ روزِ محشر مرے بیڑے کو پار لگا دو

گھر ادریا ہے ناؤ پرانی بارِ غم کی ہے سر پہ گرانی
ناتواں ہوں شکستہ ہے لنگر مرے بیڑے کو پار لگا دو

در پہ آیا ہے خادم تمہارا چشمِ الفت سے دیکھو خدارا
ہو شفاعت مری روزِ محشر مرے بیڑے کو پار لگا دو

کھوئی عمر گناہوں ساری سر پہ عصیاں کا بوجھ بھاری
ناخدا ناؤ ہو پار کیونکر مرے بیڑے کو پار لگا دو

جوشِ طوفانِ غم سے بچا لو ڈوبا ڈوبا سنبھالو سنبھالو
سرورِ پاک محبوبِ داور مرے بیڑے کو پار لگا دو

ڈوبتا پھرتا ہوں ہر جا ناخدا دو سہارا خدارا
میں ہوں اکبرؔ تمہارا ثناگر مرے بیڑے کو پار لگا دو

واہ کیا حسن ہے کیا شان ہے سبحان اللہ
مظہر جلوۂ سبحان ہے سبحان اللہ

اک زمانہ کے گناہوں کو چھپا رکھا ہے
کیا بڑا آپ کا دامان ہے سبحان اللہ

پڑھتے ہیں جس رخ پر سبوحیاں تسبیح و درود
تیرے اوصاف میں قرآن ہی سبحان اللہ

بولے قدسی شب اسریٰ کہ رسول عربی
آج اللہ کا مہمان ہے سبحان اللہ

آکے در پر ترے کرتے ہیں فرشتے سجدہ
اے تری شان تو انسان ہی سبحان اللہ

ہر سبوحی کش صہبائے حبیب سبحان
مست میخانۂ عرفان ہے سبحان اللہ

آگئے دعوت اسلام میں لاکھوں کافر
کیا شفاعت کا بڑا خوان ہے سبحان اللہ

ہے خیال آپ کا اللہ کو اللہ اللہ
آپ کو عاصیوں کا دھیان ہے سبحان اللہ

جب سے دیکھا تجھے اکبر نے حبیب سبحان
لب پہ سبحان ہی سبحان ہے سبحان اللہ

اپنے وارث کی شان میں

ہو جائے اِدھر چشم کرم وارث علی شاہ
مٹ جائیں یہ سب درد و الم وارث علی شاہ

خاک کف پا آپ کی آنکھوں سے لگاتے
آئے ہیں بہت دور سے ہم وارث علی شاہ

محشر میں ہو تم ساتھ رسول عربی کے
اور آپ کے ہمراہ ہوں ہم وارث علی شاہ

آنکھوں میں بٹھالوں تمھیں آنکھوں میں بٹھالوں
حسرت ہے یہ آنکھوں کی قسم وارث علی شاہ

دیوہ میں بھی بلوانا ہمیں بھول نہ جانا
واں آکے بھی ہم چومیں قدم وارث علی شاہ

حسرت ہے کہ آنکھوں میں ہو تصویر تمہاری
جسد سے ہو نکلتا مرا دم وارث علی شاہ

اوصاف ہیں جو ذات مقدس کے تمہارے
لکھ سکتا نہیں میرا قلم وارث علی شاہ

کھو دیجئے سب اپنی بزرگی کے تصدق
اکبر کی پریشانی و غم وارث علی شاہ

آئے اس باغ جہاں میں خاک جینے کیلئے
رات دن آنکھیں ترستی ہیں مدینہ کے لیے

خونِ دل پیتا ہوں غم سے اور زوارِ نبی
آبِ زمزم لاتے ہیں طیبہ سے پینے کیلئے

نام تیرا یا محمدؐ کلمۂ طیب کے ساتھ
نقش موزوں ہوگیا دل کے نگینہ کیلئے

خاک میں مل جائے تیری آبرو شمرِ لعیں
تو نہ دے پانی نبی زادوں کو پینے کیلئے

گر شبِ اسریٰ نہ آپ آتے کسے دیتی لباس
خلد سے حوریں اتر آئیں پسینہ کیلئے

ڈوبتوں کو تھامتا ہے واہ کیا کہنا ترا
ایسا کشتیبان ہو امت کے سفینہ کیلئے

خادمانِ ساقیٔ کوثر کو کیا کیا عیش ہیں
حور جنت مست کو شرابِ پاک پینے کیلئے

ہو غذا تیری سراپا اے غمِ ہجرِ نبیؐ
چھوڑ دے آنکھیں کہ روتی ہیں مدینہ کیلئے

یا محمد اپنے اکبر کو بلایا کیجئے تو
کم سے کم ہر سال بھر میں اک مہینہ کے لیے

جس کو گلزارِ مدینہ کی زیارت ہوگی
پھر اُسے کیا طلبِ گلشنِ جنت ہوگی

جنت و خلد و ارم خوب ہیں لیکن اُنمیں
یہ لطافت نہ یہ فرحت نہ یہ زینت ہوگی

ہوگا محبوبِ دو عالم کی نظر میں وہ بشر
جس کو سلطانِ دو عالم سے محبت ہوگی

پورے کس روز الٰہی مرے ارماں ہونگے
تیرے محبوب کی مجھ کو بھی زیارت ہوگی

تشنۂ دید ترے ہند میں کب تک تڑپیں
غمزدوں پہ تری کب چشمِ عنایت ہوگی

نزع سے قبر سے اُٹھنے سے جزا کے ڈر سے
تھا بہت خوف مگر تیری شفاعت ہوگی

دست بستہ صفِ مداح میں انشاءاللہ
ہوں گا میں اور زباں پر تری مدحت ہوگی

ورد کر صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ اے اکبر
اس کی برکت سے ہی روشن تری تربت ہوگی

نہیں ہم کو خوف عذاب کا کہ تو عاصیوں کا کفیل ہے
ترا نام رحمتِ عالمیں تو حبیبِ ربِّ جلیل ہے

کوئی تجھسا اے شہِ دوسرا نہ حسین ہے نہ شکیل ہے
ترا نور نورِ جلیل ہے ترا حسن حسنِ جمیل ہے

شجر و حجر ملک و بشر ہیں زبانِ حال سے نغمہ گر
کہ درود بھیجنا آپ پر رہِ مغفرت کی دلیل ہے

درِ ساقیِ تسنیم پہ بھی دھوم ہوگی بہشت میں
چلو پینے والو سبیل ہے چلو پینے والو سبیل ہے

تو خدا کا سچا حبیب ہے تجھے حق سے وصل نصیب ہے
ترا یا محمد مصطفےٰ کوئی مثل ہے نہ عدیل ہے

ترے حکم کا جو مطیع ہے وہ مکینِ خلدِ رفیع ہے
تری راہ سے جو پھرا شہا وہ خراب ہے وہ ذلیل ہے

دمِ واپسیں مرے کبریا ہے کلمہ ترے حبیب کا
بزبانِ اکبرِ بے نوا کہ یہ زادِ راہ قلیل ہے

دو عالم سے غنی ہے جو درِ احمد کا سائل ہے
فقیروں کو یہاں کی نعمتِ کونین حاصل ہے

نہ ہو گرم اس قدر خورشیدِ محشر راہ لے اپنی
ہمارے سر پہ دامانِ شہِ بے کساں کا ظل ہے

بسی ہے اے طبیبِ نبض باں یہ ہر رگ و پے میں
تمنائے وصالِ در ہے یا دردِ مفاصل ہے

بشر کی اصل کیا ہے اے حبیبِ خالقِ اکبر
فرشتوں کو درِ اقدس سے تیرے فیض حاصل ہے

تمہے بد خوہ کی تکلیف کو ہے طبقۂ دوزخ
ترے مدّاحوں کے آرام کو حوروں کی محفل ہے

تفاوت حضرتِ موسیٰ میں اور محبوب میں یہ ہے
جو اُس کا سکن ہی تو اُس کی عرش منزل ہی

اکیلے بیقرارانِ محبت کس طرح رہتے
شہیدانِ احمدؐ میں آپ کا وندا بھی شامل ہے

ہے دل میں حسرتیں اور حسرتوں میں شوق نظارہ
مدینہ ہے مرے دل میں مدینہ میں مرا دل ہے

بلالو اکبرِ شیدا کو خدمت میں شہِ عالم
کہ یہ گلزارِ بلبل گلشنِ یثرب کے قابل ہے

محمدؐ سے جو لو لگا کر چلے
وہ عصیاں کی ظلمت مٹا کر چلے

وہی ہوں گے محبوبِ قدوس کے
جو عشقِ حبیبِ خدا کر چلے

جہاں میں ہم اے قادرِ ذوالجلال
تری حمد کے گیت گا کر چلے

رہے گی صفِ حشر تک گونجتی
یہ گنبد میں ہم اک صدا کر چلے

ٹلیں گے وہ جنت کے پھولوں میں جو
ترے عشق کے داغ کھا کر چلے

عبادت نہ کی اور کئے فعل زشت
ہم آئے تھے کیوں اور کیا کر چلے

تری گردِ رہ کا رسولِ کریم
ہم آنکھوں میں سرمہ لگا کر چلے

ہے رہگیرِ یثرب کے دل میں یہ شوق
کہ ہر گام پہ سر جھکا کر چلے

شفاعت ہوگی اور بخشے گئے
جو عشقِ شفیع الوریٰ کر چلے

یہاں آ کے اکبر کو نعمت ملی تو
ترے نام پر جاں فدا کر چلے

تری صورت پہ ہوں قربان رسولِ عربی ۔ ہو فدا تجھ پہ مری جان رسولِ عربی

کیا ہی پیارے القاب ہیں اے ختم رسل ۔ شاہ دیں سید ذیشان رسولِ عربی

انبیا میں تجھے محبوب خدا کہہ کر ۔ ناز کرتے ہیں مسلمان رسولِ عربی

تھی فقط حضرت یوسف پہ زلیخا عاشق ۔ تجھ پہ شیدا ہوا سبحان رسولِ عربی

الحمد للہ جو پڑھواتے ہیں میلاد شریف ۔ ان کے گھر ہوتے ہیں مہمان رسولِ عربی

جائیں گے سب چمن خلد میں ہے حکم خدا ۔ لائیں گے تجھ پہ جو ایمان رسولِ عربی

دیکھ کر روضہ اقدس کو ترے نکلیں گے ۔ سب مرے حسرت و ارمان رسولِ عربی

تجھ سے اور ایزد غفار سے شرم آتی ہے ۔ ہوں گناہوں سے پشیمان رسولِ عربی

ہو قیامت میں ترے اور تری اولاد کے ساتھ
اکبر بے سر و سامان رسولِ عربی کا

یا نبی جو ترا روضہ ترا در دیکھیں گے ۔ بخدا وہ بشر اللہ کا گھر دیکھیں گے

اور اللہ یہ کیا دیدۂ تر دیکھیں گے ۔ ترا منظور نظر ایک نظر دیکھیں گے

دیکھنے والو چلو گلشن طیبہ کی طرف ۔ جس جگہ اترے تھے جبریل وہ گھر دیکھیں گے

باز پرس عمل زشت پہ یا شافع حشر ۔ تجھ کو ہر پھر کے ترے دست نگر دیکھیں گے

بخشوائیں گے ہمیں حشر میں وہ شافع حشر ۔ سب پھر کر حسرت سے ادھر دیکھیں گے

اے شہنشاہ رسل ہادی کل خضر سبل ۔ کب ترے دست نگر تیرا نگر دیکھیں گے

درد اٹھائیں گے ستم جھیلیں گے غم کھائیں گے ۔ ترا کوچہ ترا روضہ ترا در دیکھیں گے

دور ہو جائیں گے یہ درد الم سب اکبرؔ
گر مدینہ کی فضا شام و سحر دیکھیں گے

شانِ اظہارِ شہِ ابرار دیکھو تو سہی
ہر مکاں ہے مطلعِ انوار دیکھو تو سہی

دل نشیں آپ کا آنکھوں میں مسکن آپ کا
مولیٰ آؤ تو سہی سرکار دیکھو تو سہی

بولا رضواں خلد میں اُمت کے ہیں کیا کیا مکاں
اے شہِ عالی مکاں اک بار دیکھو تو سہی

ایک تو خلقِ عظیم اور اُس پہ وہ حسنِ جمال
اور پھر اُس پر خدا کا پیار دیکھو تو سہی

ہائے اُس اُمت کی خاطر ایسا محبوبِ خدا
چلدیا رونے کو سوئے غار دیکھو تو سہی

ہوش پر ہے قہر حشر اُمت کے عصیاں بیشمار
اور وہ بخشانے کو ہیں تیار دیکھو تو سہی

ہم گدا وہ بادشاہ ہم فرش پر وہ عرش پر
پھر بھی ہے وہ ہر وقت ہمپر دیکھو تو سہی

شرمِ عصیاں خوف مرقد ہیبت روزِ حساب
کھا لیا غم نے مرے کھیون ہار دیکھو تو سہی

بحرِ عصیاں جوش پر کشتی شکستہ میں ضعیف
ڈوبتا ہوں میرے کھیون ہار دیکھو تو سہی

قافلہ والو ہے اکبرؔ بھی تمہارے ساتھ ساتھ
رہ نجائے یہ غریبِ زار دیکھو تو سہی

جو دنیا میں شہِ کونین ختم الانبیا آئے
زمیں پر شور اُٹھا ساکنِ عرشِ علی آئے

یہ کس کی شان ہے اللہ رے عظمت شاہ اسریٰ کی
فرشتوں کو بھی اپنے حسن کا کلمہ پڑھا آئے

گئے معراج میں جب سرورِ دیں بہرِ جنت کو
فلک پر دھوم تھی بدرالدجیٰ شمس الضحیٰ آئے

یہ جرأت اور کس کو ہے حضورِ داورِ محشر
گئے میزان پر اور پلہ نیکی جھکا آئے

بجائے اشک تیری یاد میں گوہر برستے ہیں
ترے شیدا وہ روئے ابرِ نیساں کو گھٹا آئے
کریں گے موج تیرے امتی گلزارِ جنت میں
گئے اور چشمۂ کوثر پہ خم کے خم چڑھا آئے
اُحد میں بدر میں خیبر میں خندق میں سلاسل میں
اُٹھے جس سمت کو اسلام کا سکہ بٹھا آئے
تری اُلفت سے تیرے ذکر سے تیری زیارت سے
جگر میں شور دل میں نور آنکھوں میں ضیا آئے

خدا چاہے یہی خدمت ملے گی خلد میں اکبر
گئے اور مصطفےٰ کی نعت خالق کو سنا آئے

یہ صلا مدحت کا محبوب خدا دینگے مجھے
تخت طاؤسی پہ جنت میں بٹھا دیں گے مجھے
اب کہاں جاؤں گا محشر میں گھبرا کے گر
میرے مولیٰ خلد کا رستہ بتا دینگے مجھے
وہ مرے غمخوار وہ میرے انیس حالِ زار
بخشوا دیں گے مجھے غم سے چھڑا دیں گے مجھے
جب پڑھوں گا عرش کے دربار میں نعتِ رسول
دیکھئے اللہ اور محبوب کیا دیں گے مجھے
موت کو ہنس ہنس کے دم رکھونگا نبیں پہ جان تک آئے
پہلے اپنی چاند سی صورت دکھا دینگے مجھے
جا سے ملنے والے جاتے ہیں طیبہ کو ہی جاتا ہوں میں
خاک میں یہ حسرت و ارمان ملا دینگے مجھے

گر یہی ہے عشق تو اکبر یہاں کے مولوی
صورتِ منصور سولی پر چڑھا دیں گے مجھے

روضۂ سیدِ کونین کے جانے والے
ہیں مکاں گلشنِ فردوس میں پانے والے
اسے سمجھتے ہیں کہ یثرب میں ملے جائے قرار
بے ٹھکانے ترے ہو جائیں ٹھکانے والے
تشنگی میں رہے فیض کے چشمے جاری
تجھے بطحا کے جواں آنکھ چرانے والے

ہائے پانی نہ ملے ان کو لبِ نہرِ فرات — جن کے ماں باپ ہیں کوثر کے لٹانے والے

روضۂ شاہ پہ رہ جائیں گے جا کر اکبر
اور سمجھتے ہیں جو ہیں لوٹ کے آنے والے

عشق ہے جس کو شہِ لولاک سے — وصل ہے اس کو خدائے پاک سے
کیا صفت ہو تیری مشتِ خاک سے — خاک اور ہمدم خدائے پاک سے
آپ کی منزل محمد مصطفےٰ ﷺ — مرتفع ہے ساقِ افلاک سے
کس سے تیرے حسن کی تشبیہ دوں — دور ہے سب فہم اور ادراک سے
میری آنکھوں کو منور کیجئے — یا نبیؐ اپنے قدم کی خاک سے
لے اڑا سرعت کو بھی تیرا براق — باندھ کر اک تسمۂ فتراک سے
پردۂ وحدت کا پردہ کیا کھلے — کیا ہوئیں باتیں خدائے پاک سے

در پہ اکبر کو بلا لو در بدر ہو
پھر رہا ہے گردشِ افلاک سے

در پہ مشتاقِ زیارت ہیں ترے متوالے — نکل آ حجرہ سے اے چاند سی صورت والے
ہیں ترے در کے گدا زکریا صبیہ سا — سلطنت والے حشم والے شجاعت والے
نام لے لے کے ترا پاتے ہیں دکھ سے نجات — رنج و غم والے الم والے مصیبت والے
پیارے اللہ کے یہ کہہ کے بلا لو مجھ کو — کہ ادھر آ مرے دیوانے مرے متوالے
ایک نظارہ میں کہتے ہیں سبحان اللہ — مصحفِ روئے محمد کے تلاوت والے

ہاں جوانِ عربی ایک نگاہِ دلدوز
تیرے کوچہ میں ہیں پھر بھی طپشِ دل ہے سوا
ہو سہارا انھیں یوسفؑ کی طرح بحرِ کرم

دل کو تھامے ہوئے سے بیٹھے ہیں محبت
ہائے دوزخ میں چلے جاتے ہیں جنت والے
چاہ میں ڈوبے ہیں تیری چاہت والے

دل کے ہر ریشہ میں ہے نامِ محمدؐ اکبر
تار اس ریشہ کے تو ہیں کفن کتوا لے

دل میں اک شوقِ نہانی اور ہے
ہو گیا ہوں زرد عشقِ شاہ میں
یوں کہوں گا دامن انکا تھام کر
ہم گنہ کرتے ہیں بخشاتے ہیں آپ
دیکھ لو مہرِ نبوت پشت پر
دیکھ کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ میں غور
اب قیامت آئی اب محشر ہوا
ظلمتِ عصیاں سے ڈرنا چاہیئے

قبرِ طیبہ میں نہانی اور ہے
یہ لباسِ زعفرانی اور ہے
داستانِ غم سنانی اور ہے
یہ کرم یہ مہربانی اور ہے
یہ محبت کی نشانی اور ہے
کوئی دن دنیائے فانی اور ہے
اب چلے بس موت آنی اور ہے
یہ بلائے ناگہانی اور ہے

کہتی ہیں **اکبر** سے حورانِ جناں
تیرے خامہ کی روانی اور ہے

عدم سے کس لئے آیا ارے نادان پردیسی
یہ کیوں ڈالے ہیں ڈیرے کس لئے یہ چھاونی چھائی

بھروسا کیا ہے دنیا کا ارے نادان پردیسی
مسافر ہے تو دو دن کا ارے نادان پردیسی

کہاں سے آیا جاتا ہے کہاں اک بات سنتا جا
یہاں پھر بھی کبھی آنا ارے نادان پردیسی

کئے ساماں کیا کیا چند روزہ زندگانی پر
یہ سب رہ جائے گا جھگڑا ارے نادان پردیسی

بسے یوں خواب غفلت میں تماشہ دیکھ دنیا کا
کہ یہ دو دن کا ہے میلا ارے نادان پردیسی

یہاں اہلِ جہاں کے رہ سے کہ یہ ملنا غنیمت ہے
تجھے بھی خاک میں ملنا ارے نادان پردیسی

عبادت کے لئے آیا پھنسا ہے کھانیوالوں سے
نہ کھا پردیس میں سوکھا ارے نادان پردیسی

بہت لیجاتے ہیں بلبل پھول اس سیرِ باغِ عالم سے
لیا تو نے بھی کچھ ثمر ارے نادان پردیسی

کہاں دارا کہاں جمشید اسکندر کہاں اکبر
ہے سب کو خاک میں ملنا ارے نادان پردیسی

ہے تری اس چاند سی صورت پہ قربان چاندنی
مست ہی ہو کے عرب کے ماہ تابان چاندنی

سبزہ خط پر رُخِ انور سے یوں بکھرا ہے نور
جس طرح ہو فرش مخمل پر پریشان چاندنی

اے گلِ خوبی ہیں تیرے رنگ و بو پر سب نثار
ہو تیا سورج کبھی تو اپنے لے حیران چاندنی

جب سے دیکھی ہے تمہارے روئے روشن کی بہا
طیبہ کے کوچوں میں ہے افشان و خیزان چاندنی

وہ عرب کا چاند جب ملنے گیا اللہ سے
ہو گئی عرشِ معلی پر دو چنداں چاندنی

تاکہ رکھے قدم اے سروِ گلزارِ قدم
بچھ گئی بن بن کے فرشِ باغِ امکان چاندنی

چاہ میں رہتا زلیخا کی طرح گر دیکھتا
روئے روشن کی تمہارے ماہِ کنعان چاندنی

واں خدا یاں مصطفےٰ واں حق یہاں نورِ حق
شمع واں یاں رخ شمعی واں چاند اور یاں چاندنی

مرحبا کی عرش سے آتی ہوئی اکبر صدا
ہے قبولِ خاطرِ محبوبِ سبحان چاندنی

اپنی محفل میں تو خوش ہو کے بلا لے ساقی ‏— تیرے قربان ہوں اے گیسووں والے ساقی

نام خمِ جم ترا میخانۂ ہستی میں رہے ‏— دیدے اک جام پیاسوں کی دعا لے ساقی

دیکھا کس کس کو مے کس کس کو دکھائیگا جمال ‏— سب کے سب ٹھیرے ترے چاہنے والے ساقی

رحمتِ باری کی گھنگھور گھٹا میں چھپائیں ‏— تو بھی آ جھوم کے اے گیسووں والے ساقی

حشر کا دن ہے زباں خشک ہوئی جاتی ہے

اپنے اکبر تو تو کوثر پہ بلا لے ساقی لکھو

رخِ پرنور سے زلفوں کو ہٹا لے ساقی ‏— چاند کو کالی گھٹاؤں سے بچا لے ساقی

آبِ زمزم تو پلا ہی لیا ہے عنایت سے مجھے ‏— دیدے کوثر کے بھی دو چار پیالے ساقی

ہو گیا نقش مرے شیشۂ دل ترا نام ‏— تو بھی ہر جام پہ نام اپنا لکھا لے ساقی

کھینچ لایا ہے مجھے کوثر پہ ترا شوقِ جمال ‏— کرتا پھرتا تھا سرِ حشر میں نالے ساقی

کس قدر نشۂ غفلت سے ہوا ہوں مدہوش ‏— اب گرا میں یہ چلا ہر خدا لے ساقی

رخِ پر نور پہ [illegible] کو نہ جھٹکا تا تھا ‏— پڑ گئے چودھویں چاند کے لالے ساقی

سوئے رخ آتی جھلک کے گھٹائیں کالی ‏— نوں بلائیں تری اے گیسووں والے ساقی

حامد و احمد و محمود و محمد قاسم ‏— پیارے پیارے ہیں ترے نام نرالے ساقی

اپنے اکبر کو بھی اک جام محبت دینا

اے نئے ساغروں کے بانٹنے والے ساقی

صفت ہو کس سے محبوبِ خدا کی ‏— خدا نے جس کی قرآں میں ثنا کی

فلک میں کہکشاں میں آگیا نور — تجلی سے تمہارے کفش پا کی
ملے جب حق سے وہ آئی تھی خوشبو — تعشق کی محبت کی وفا کی
فلک پر برق کوندی ہے یہ سمجھا — جھلک ہے تیری نورانی قبا کی
گئے معراج میں جب سرورِ دیں — فلک پر دھوم تھی صلِّ علیٰ کی
مجھے آکر جگاتے ہیں نکیرین — دوہائی ہے محمد مصطفےٰ کی

فدا اکبر ہو محبوب خدا پر
یہی ہے راہ تسلیم و رضا کی

ہیں صدقے ترے نور کے تاج والے — مجھے بھی تو متوالا اپنا بنا لے
مرے جان و دل تیرے اوپر تصدق — مرے دین و ایماں ہیں تیرے حوالے
تڑپتا ہے دل اور پھڑکتی ہیں آنکھیں — کہاں ہے تو اے زلف لٹکانیوالے
بوقتِ شفاعت محمد سے حق نے — کہا میرے پیارے جہاں سے نرالے
تو یا اپنے ماں باپ یا اپنی اُمت — بس ان دونوں سے ایک کو بخشوا لے
کہا میرے مولیٰ نے رو کر خدا سے — کہ اے عزت و عظمت و شان والے
تری راہ پر اپنے ماں باپ چھوڑے — و لے نار سے میری اُمت بچا لے
کہا جوش میں آکے بحرِ کرم نے — کہ پیارے تو چاہے جسے بخشوا لے

خدا کہہ رہا تھا محمد سے اکبر
کہ گلزار جنت ہے تیرے حوالے

اپنی زلفوں پہ نہ ہونے دیا قرباں تو نے
ہند میں چھوڑ دیا کر کے مسلماں تو نے

کون لیتا تھا خبر ہم سے گنہگاروں کی
بخشوایا ہمیں یا شافع عصیاں تو نے

رہ گئے چرخ چہارم پہ جنابِ عیسیٰ
طے کئے ہفت سماوات کے میداں تو نے

یا الٰہی شب معراج کئے تھے کیا کیا۔
عرش پر دعوتِ محبوب کے ساماں تو نے

لے لی امت کے گناہوں کی خدا نے قیمت
دیدیا جنگ اُحد میں دُرِ دنداں تو نے

اپنے قدموں میں جگہ دے تو یہ سمجھوں گا میں
مور کو بخشدیا تختِ سلیماں تو نے

شکر کرتا ہے الٰہی ترے در پر اکبر
کہ بنایا ہے محمد کا ثنا خواں تو نے

سنتے جاؤ اک کہانی اور ہے
چار دن کی زندگانی اور ہے

طائروں نے کلمۂ طیب پڑھا
یہ نبوت کی نشانی اور ہے

گو کہ ہے خوش ذائقہ کوثر کا آب
چشمۂ زمزم کا پانی اور ہے

طور پر موسیٰ کو اٹھنا تھا پہاڑ
تیری سیرِ لامکانی اور ہے

حاضرِ خدمت تھے جبرئیلِ امیں
تیرے در کی پاسبانی اور ہے

دل گیا اس لبرِ رعنا کے ساتھ
اک فقط اب جان جانی اور ہے

یہ غرور اے خاک کے پتلے تجھے
کوئی دن حسنِ جوانی اور ہے

دار پر چڑھ کر کہا منصور نے
ہائے رمزِ دارِ فانی اور ہے

فرقِ اقدس پہ الم نشرح کا تاج
دوش پر بردِ یمانی اور ہے

بلبلیں ہوتی ہیں اے اکبر نثار
تیرا رنگ گلفشانی اور ہے

جنت میں مکاں اپنا بناتے ہیں نمازی
مسجد میں بڑے شوق سے جاتے ہیں نمازی

معبود بھی خوش ہوتا ہے محبوب بھی راضی
سجدہ کے لئے سر جو جھکاتے ہیں نمازی

کوثر میں جو ہے آب جو جنت میں ہیں میوے
پیتے ہیں نمازی انھیں کھاتے ہیں نمازی

کیا شوق جماعت سے ہے عبادت سے محبت
مسجد میں اذاں سنتے ہی جاتے ہیں نمازی

خدمت کے لئے حوریں سکونت کے لئے خلد
پھولے نہیں جامہ میں سماتے ہیں نمازی

کہتا ہے یہ دروازہ پہ داروغۂ جنت
ہٹ جاؤ کہ فردوس میں آتے ہیں نمازی

حوریں ہیں لئے ہاتھ میں ہر رنگ کے میوے
پھل اپنی نمازوں کا یہ پاتے ہیں نمازی

سبحانک الحمد و قل اخلاص سے پڑھتے
خالق کو خلائق کو خوش آتے ہیں نمازی

ہیں باوضو اور فرض ہیں سنت ہیں نفل ہیں
معبود کو مسجود بناتے ہیں نمازی

ظہر و سحر و عصر کو مغرب کو عشا کو
اللہ کے دربار میں جاتے ہیں نمازی

ڈرتے ہیں خفا ہونے سے مٹتے ہیں ادا پر
جاں اپنی نمازوں میں لڑاتے ہیں نمازی

سجدہ کا نشاں چاند سا روشن ہے جبیں پر
حورانِ بہشتی کو لبھاتے ہیں نمازی

حورانِ جناں کہتی ہیں اکبر سے کہ سرکار
لو تم بھی چلو خلد میں جاتے ہیں نمازی

در شان حضرت خواجہ خواجگان سلطان المشائخ محبوب الٰہی سلطان

نظام الدین اولیا قدس سرہٗ

نظام الدین سلطان المشائخ شان محبوبی — محب مصطفےٰ محبوب حق شایان محبوبی

صف عشاق چاروں سمت مشتاق زیارت ہے — نکلکر سبز خیمہ سے دکھا دو شان محبوبی

نہیں ہے اولیا میں تیرا ثانی اے محب حق — ہے ایوان ولایت سے بلند ایوان محبوبی

بشان اولیا اللہ لاخوف علیہم ہے — تو محبوب الٰہی اور ولی قربان محبوبی

گل گلزار چشتی گنج فیضان فرید الدین — ادائے دلبری انداز خوبی جان محبوبی

مریضوں کو شفا ہی باوری ہیں اور جہاں عاشق — شفاخانہ عجب تیرا عجب سامان سبحانی

خدا کی شان ہے اکبر ترے دربار میں آیا — وگرنہ یہ کہاں عاجز کہاں سلطان محبوبی

یا محمد وہ راہ بتاتے جاتے — آپ کے روضہ پہ ہر روز ہم آتے جاتے

تیغ فرقت شہیدوں کو جلائے جلاتے — شربت دید ندیدوں کو پلاتے جاتے

جو زوار مدینہ کو ہیں آتے جاتے — مجھ سے بیکس کو بھی ہمراہ نبھاتے جاتے

تم کو آسان تھا یا سید عالی نسبی — مجھ کو اندوہ دو عالم سے چھڑاتے جاتے

جانے والے چمنستان مدینہ کو گئے — ہائے امسال بھی ہم رہ گئے جاتے جاتے

یاد آئے گی اگر گلشن طیبہ کی بہار — چیخ اٹھیں گے در فردوس پہ جاتے جاتے

میرے مولا مرے سرکار مرے بندہ نواز — اپنے اکبر کو گناہوں سے بچاتے جاتے

زمیں مل جائے طیبہ میں مجھے سرکار تھوڑی سی
یہی اک غرض ہے سن لو سرِ دربار تھوڑی سی

ہوئی تھی جانکنی اسوقت تو صورت دکھا دیتے
کہ باقی ہے حیاتِ عاشقِ بیمار تھوڑی سی

مری مشکلکشائی کیجیے یہ مشکلیں ہو لے
تمہیں آساں بہت سی ہیں مجھے دشوار تھوڑی سی

ہوا جاتا ہوں غرقِ بحرِ عصیاں ہاں کوئی ٹھوکر
کہ کشتی رہ گئی ہے ہوتے ہوتے پار تھوڑی سی

جھلک اس حسنِ دلکش کی دکھا دو صورتِ ہوئے
مرے مولیٰ ذرا سی سیدِ ابرار تھوڑی سی

زلیخا کی طرح آئے خریداری کو خود یوسفؑ
دکھاتے تم تجلی گر سرِ بازار تھوڑی سی

بس اے اکبر اسے چلکر مدینہ میں بسر کیجے
بہت سی ہو چکی اب زندگی ہے یار تھوڑی سی

ہم گنہگاروں پہ تیری مہربانی چاہیے
سب گنہ دھل جائیں گے رحمت کا پانی چاہیے

پشت پر مہرِ نبوت کر کے خالق نے کہا
کچھ تو اے پیارے مرے تجھ پر نشانی چاہیے

کہتے ہیں خالق سے حضرت میں بڑا محبوب ہوں
خلد میں سب امتِ محبوب جانی چاہیے

دیکھکر معراج میں ساماں فرشتوں نے کہا
ایسا مہماں چاہیے یوں میہمانی چاہیے

ہو مری پلکوں کی جاروبِ مزارِ مصطفےٰ
آنکھ کے پردوں کی واں چادر چڑھانی چاہیے

ہجرِ شہ نے بسترِ غم پر گرایا ہے مجھے
اور کیا طاقت تجھے اے ناتوانی چاہیے

داستانِ غم کہانی درد کی جز آپ کے
کس سے کہنی چاہیے کس کو سنانی چاہیے

شافعِ محشر نہیں میرے گناہوں کا شمار
ایسے عاصی پر تمہاری مہربانی چاہیے

جاں بحق تسلیم ہے عشقِ رسول اللہ میں
تربتِ اکبر مدینہ میں بنانی چاہیے

دین و دنیا کی ہوئی بنیاد تیرے واسطے
صانع قدرت کی گُل ایجاد تیرے واسطے

بھر رہی ہیں بلبلیں دم تیری اُلفت کا سُتھا
کر رہی قمریاں فریاد تیرے واسطے

تو ہوا مختار خالق آسماں سے جبرئیل
دینے آتے ہیں مبارکباد تیرے واسطے

ہائے کہتے ہیں مرے مولا کہ اُمت غم نہ کھا
ہو گئی قربان سب اولاد تیرے واسطے

مل گیا اُس کو خدا اور وہ خدا سے مل گیا
اس جہاں سے جو ہوا آزاد تیرے واسطے

ہو گُلِ گلزار وحدت پر تو اے بلبل نثار
تا کہ ہر اک گُل کرے فریاد تیرے واسطے

ایک تو دل میں بسی ہے یا خدا کا نام ہے
سب کو بھولا ہوں نبیؐ کی یاد تیرے واسطے

تیری اُمت بہرِ بخشش حشر میں پیشِ خدا
دیتی ہے ہو ہو کے دل میں شاد تیرے واسطے

نعت شہ لکھنے کی اکبر برسرِ لوح ہزار
کاتبِ قدرت نے کی ہے صاد تیرے واسطے

تب ہے لطفِ نعت اکبر ساتھ سب احباب ہوں
خانہ میں ممبر بچھے اُستاد تیرے واسطے

مناقب حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی شیخ محی الدین جیلانی

شہ کونین کے جانی محی الدین جیلانی
ضیاء عرش رحمانی محی الدین جیلانی

تمھارے نام سے اسلام کے قالب میں جان آئی
کہ ہو تم روح ایمانی محی الدین جیلانی

فرشتے اقرأوا کہتے تھے جب مکتب میں جاتے تھے
سبق میں عشق سبحانی محی الدین جیلانی

ہو تم اے غوث اعظم قبلۂ دیں کعبۂ ایماں
تمھارا کون ہے ثانی محی الدین جیلانی

ہے دوش اولیاء اللہ کی زینت قدم تیرا
ملک کرتے ہیں دربانی محی الدین جیلانی

آئی یا مبارک غیب سے آواز آتی تھی　　کہ تھے محبوب سبحانی محی الدین جیلانی

براتی دولھا اور دولہن کی کشتی نکلی بڑھیا کی　　گئی اشکوں کی طغیانی محی الدین جیلانی

مری آنکھوں میں دل میں آئیے منظور کیجیے　　غریبوں کی یہ مہمانی محی الدین جیلانی

مرے آئینہ دل کو جلا دو فیض عرفاں سے　　ہو یہ قندیل نورانی محی الدین جیلانی

مریدوں کی جماعت کے تصدق اپنے اکبر کی
یہ کھو دیجے پریشانی محی الدین جیلانی

جو سایہ ترا اڑ گیا کملی والے　　وہ حوروں کی زلفیں بنا کملی والے

ہیں بکھری سیہ کاکلیں کیوں جبیں پر　　قمر ابر میں آ گیا کملی والے

عرب میں ترے گھوڑوں کی ہے شہرت　　کہ لشکر چڑھا شام کا کملی والے

ترا سایہ تجھ سے جدا ہو کے غم میں　　ہے سنگ سیاہ بن گیا کملی والے

ترے چاند سے رخ پہ بکھری ہیں زلفیں　　کہ سورج پہ کالی گھٹا کملی والے

چمکتی ہے کالی گھٹاؤں میں بجلی　　کہ کملی ہیں جلوہ ترا کملی والے

بجز کملی پوشش بہت کم لی تو نے　　کہ کملی ہی سے شوق تھا کملی والے

یہ اکبر کی پلکیں ترے کام آئیں
لے تو ان کی کملی بنا کملی والے

سیہ کاریاں بخشو کملی والے　　محمد حبیب خدا کملی والے

مجھے اپنا جلوہ دکھا کملی والے　　کہ ہوں میں ترا مبتلا کملی والے

قلم لکھ سکا جب نہ توصیف تیری
یہیں کالا منہ ہو گیا کملی والے

و محبوبیاں جو خدا کو خوش آئیں
ہمیں وہ ادائیں دکھا کملی والے

سبب تھا کہ سایہ ترا چتر رحمت
یہاں سے وہاں اڑ گیا کملی والے

ترے ساتھ سایہ نہ بھایا خدا کو
دوئی کی طرح مٹ گیا کملی والے

پھنسا بال بال اپنا ہی معصیت میں
رہے بول بالا چھڑا کملی والے

خبر لیجئے اکبر غمزدہ کی لو
ترے ہجر میں مر مٹا کملی والے

جھکی کالی کالی گھٹا کملی والے
ہمیں عشق گیسو بڑھا کملی والے

پسند آئی خالق کو معراج کی شب
تری کاکلوں کی ادا کملی والے

عبادت میں ہر شام کو صبح کرنا
ہمارے لئے مرحبا کملی والے

تو کر سایہ زلفوں کا جھک آئی ہے تو
سیہ کاریوں کی گھٹا کملی والے

گرجتے ہیں بادل چمکتی ہے بجلی
تو کملی میں اپنی چھپا کملی والے

کھلی رنگ منزل سے محبت
کہ کہتا تھا خود یہ خدا کملی والے

عبادت کو کم کرتے ہیں فرشتے
سحر کا اجالا ہوا کملی والے

نہ اتنی عبادت کو ہم نے کہا تھا
ورم پاؤں پر آ گیا کملی والے

پسند آئی خالق کو اللہ اکبر
عبادت تری مرحبا کملی والے

در شان خواجہ خواجگان سلطان الہند شیخ المشائخ حضرت حبیب اللہ خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

مری بگڑی بنا دینا معین الدین اجمیری
مرے مخدوم ہو تم یا معین الدین اجمیری

بہارِ باغ چشتی سرو گلزارِ بہشتی ہیں
معینِ بیکساں مولیٰ معین الدین اجمیری

زمانہ فیض پاتا ہے تمہارے آستانہ سے
کوئی سائل نہیں پھرتا معین الدین اجمیری

لباسِ فقر میں آئین کیوں ور اولیا در پر
کہ شاہِ ہند ہو تم یا معین الدین اجمیری

تصدق فیض کے اپنے مجھے بھی کچھ عنایت ہو
میں سائل ہوں ترے در کا معین الدین اجمیری

بھری جس جس نے دیگ انکی مرادیں ہو گئیں پوری
دعا تیری اثر تیرا معین الدین اجمیری

جو دیکھا غور سے **اکبر** نے ہر شے میں نظر آیا
سراسر آپ کا جلوہ معین الدین اجمیری

آئے ہیں در پر ایمان والے
جلوہ دکھائے اے شان والے

منزلِ عدم ہو کیونکر آساں
اوسان گم ہیں احسان والے

لکھتے ہی تیرا نام مبارک
جودی پہ پہنچے طوفان والے

کعبہ میں تو نے جلوہ دکھایا
چاہ ہست میں ڈوبے کنعان والے

حوروں نے دیکھا تو ہنس کے بولیں
آنا ادھر بھی اے آن والے

لَا تَقْنَطُوا کا مژدہ سنایا
گھبرا رہے تھے عصیان والے

آنکھوں میں آجا دل میں سما جا
اے حسن والے اے شان والے

پردہ سے نکلا ہے نور سبحاں
جنت کی نہریں نہروں کی لہریں

حسرت نکالیں ارمان والے
لیں گے حبیب سبحان والے

لائیں گی حوریں پھولوں کے گجرے
پہنیں گے اکبرؔ ایمان والے

تڑپے ہیں دردِ ہجران والے
پہنچے محمدؐ عرشِ بریں پر
نارِ جہنم ہو پانی پانی
بے انتہا ہیں میری خطائیں
در پر بلا لے خادم بنا لے
طوفاں سے بیڑا پار لگا دے
محشر میں میری بگڑی بنانا
ہے تیری رحمت میرا وسیلا

در پر بلا لے قرآن والے
پھرتے ہیں بکتے کنعان والے
روئیں جو خوف سے عصیان والے
دامن میں ڈھک لے دامان والے
نکلے ہیں گھر سے ایمان والے
ڈوبے بھنور میں عصیان والے
محبوب سبحاں قرآن والے
جنت میں پہنچے سامان والے

پڑھتی ہیں حوریں اکبرؔ کی نعتیں
ہوتے ہیں ایسے دیوان والے

اُمت کو تیری قرآن والے
موسیٰؑ کو دشتِ ایمن میں غش ہے
سن سن کے تیرا ذکرِ فصاحت

ہیں قصر حور و غلمان والے
کرسی پہ بیٹھے قرآن والے
سن ہو گئے خوش الحان والے

انجیل والے چوتھے فلک پر — عرش بریں پر قرآن والے
ارض و سما میں ہے شور تیرا — سنتے ہیں کانوں سے کان والے
پھولوں کی رنگت غنچوں کی نکہت — تیری فضا ہے فیضان والے
گلشن میں دیکھو کہتی ہے نرگس — آنکھوں میں آ جائے آن والے
پڑھتے ہیں تیری جانب نمازیں — عاشق ہیں تیرے امکان والے

جنت میں اکبر کو گھر ملیں گے
یاقوت والے مرجان والے

ہیں سارے جلوے سبحان والے — آنکھوں سے دیکھیں عرفان والے
عالی نسب ہیں والا حسب ہیں — رحمت لقب ہیں قرآن والے
بلبل کی آنکھوں میں قدر گل ہے — شیدا ہیں تیرے امکان والے
نورانی چہرہ رحمت کا سہرہ — آؤ دولھا بن کر قرآن والے
تیری تجلی دل کی تسلی — دل میں سما جائے شان والے
دوزخ میں جائیں شہ کے مخالف — جنت میں آئیں ایمان والے
کہدو کہ بخشا جنت میں جائیں — شرما رہے ہیں عصیان والے
سنبل سے کہدو قدموں کو چومے — آتے ہیں زلف پیچان والے

ہے رنگ اکبر سب سے نرالا
گذرے ہیں لاکھوں دیوان والے

عاصی ہوں گنہگار ہوں کر رحم الٰہی
رحمت کا طلبگار ہوں کر رحم الٰہی

ہے حسرتِ دیدارِ محمدؐ مرے دل میں
بیمار ہوں لاچار ہوں کر رحم الٰہی

جب دیکھتا ہوں دفترِ اعمالِ بد اپنے
کہتا ہی ہر بار ہوں کر رحم الٰہی

دے عقل و خرد بخشدے سب جرم و معاصی
غافل ہوں سیہ کار ہوں کر رحم الٰہی

اکبر ہوں بہت دنیا کو ہے مجھسے محبت
دنیا سے میں بیزار ہوں کر رحم الٰہی

خمسہ بر غزل حضرت رشک انوری و خاقانی سید الشعراء میر محمد مرتضیٰ صاحب بیان یزدانی

کملی اوڑھے ہوئے اے نانے کے پیارے آجا
اے مرے عالم رؤیا کے اجالے آجا
اپنے قدموں سے مری آنکھیں لگالے آجا
خواب میں زلف کو مکھڑے سے ہٹا لے آجا
بے نقاب آج تو اے گیسووں والے آجا

خاک سے اپنے مسافر کو اٹھا لے آجا
بے بسی پر مری سب کرتے ہیں نالے آجا
دور منزل ہے غریبوں کی دعا لے آجا
بے کسی پر مری خوں روتے ہیں چھالے آجا
راہ میں چھوڑ گئے قافلہ والے آجا

انبیا میں کسی نے نہ یہ رتبہ پایا
کون ہے عرش مکاں کون ہے شاہ دوسرا
تجھ پہ اللہ ہے یوسف پہ زلیخا شیدا
کون ہے ماہِ عرب کون ہے محبوب مرا
اے دو عالم کے حسینوں سے نرالے آجا

اے مسیحا مرے کیا رنگ ڈھا رکھا ہے
ملک الموت نے گو شور مچا رکھا ہے
مرے بالیں پہ طبیبوں کو بٹھا رکھا ہی
دم تری دید کا آنکھوں میں لگا رکھا ہی
سے رہے ہیں ترے بیمار سبھالے آجا

مری عصیاں مجھے شرماتے ہیں
بال بیکانہ ہو اعمال کو تلواتے ہیں
موئے تن سے ہیں سوا گننے میں کب آتے ہیں
ہوں سیہ کار مرے عیب کھلے جاتے ہیں
کملی والے مجھے کملی میں چھپا لے آجا

ہم سے عاصی ہیں گنہگار سبکرو محتاط
تھکے ماندوں ہیں کہاں پار اتر نیکی بساط
نیکیوں کی ہے کمی بار گنہ کی افراط
دیکھتے ہیں تجھے پھر پھر کے ضعیفان صراط
ڈگمگاتے ہیں قدم کون سنبھالے آجا

شب معراج میں کیا لطف تھا اللہ غنی
ہم نے عرفاں کے خزانوں کی تجھے دی کنجی
خود کہا خالق اکبر نے کہ اے میرے نبی
وقف ہی تیرے لئے دولت کنز مخفی
کھل گئے ہفت سماوات کے تالے آجا

سل عرش سے جب شہ بطحا گذرا
دہوم تھی چاروں طرف صل علی صل علی
بولے قدسی کہ وہ اللہ کا پیارا آیا
پہنچا محبوب تو مشاطۂ رحمت نے کہا
خلوت راز میں اے ناز کے پالے آجا

خلوت راز میں پھر عرش سے آواز آئی
اے مرے لاڈلے اے ہاشمی اے مطلبی
میرے محبوب خوش اسلوب رسول عربی
ہمنے خوش ہو کے تجھے ساری خدائی بخشی

اپنے بندوں کو کیا تیرے حوالے آجا

گلِ خوبی ہے تو اور گلشنِ وحدت ہے یہاں
مایۂ ناز ہے تو آپۂ الفت ہے یہاں
جسکی صورت ہے تو اس حسن کی سیرت ہے یہاں
رنگِ وحدت ہے یہاں غنچۂ خلوت ہی یہاں

اے گلِ گلشنِ لولاک لما لے آجا

ہمنے دیکھا ہے تجھے تو دیکھ ہمارا جلوہ
آبھی جا طالب و مطلوب میں پردہ کیسا
بے تکلف یہاں پہنے ہوئے نعلین آجا
لامکاں اپنا مکاں عرش سمجھ فرش اپنا

تو ہمارا ہے ترے ہم چاہنے والے آجا

[illegible] ایک جوانِ عربی نے چھینا
اکبر آتا نہیں خوش ہند یہ کمرہ اپنا
آرزو ہے کہ مدینہ میں ہو مرنا جینا
صورتِ لالہ ہے پر داغ بیاں کا سینا

پڑ رہے ہیں ترے بیمار کے لالے آجا

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

الٰہی تو وہ مالک الملک ہے
ترے دست قدرت میں کل ملک ہے
تری ذات باقی ہے فانی نہیں
ترا کوئی عالم میں ثانی نہیں
ترا اکرم الاکرمیں نام ہے
کرم سب پہ کرنا ترا کام ہے
تو ہی غم رسیدوں کا غمخوار ہے
تو ہی بے کسوں کا مددگار ہے
گناہوں سے ہو کر پریشان حال
ترے در پہ آیا ہوں یا ذوالجلال
ہمیشہ گناہوں کی عادت ہوئی
نہ مجھ سے تری کچھ عبادت ہوئی

ترے در پہ آیا ہوں باچشم تر — تو کر چشم رحمت سے مجھ پر نظر
سنا جب سے تجھ کو رحیم و غفور — یقیں ہو گیا بخشدے گا ضرور
طفیل جناب رسول کریم — کرم کر کرم یا غفور الرحیم
بحق حسنؓ اور طفیل حسینؓ — کرم سے مرے بخشدے والدین
بحال ضعیفان کل مومنین — تو کر رحم یا ارحم الراحمین
اندھیری مری قبر میں اے غنی — تو کر نور ایمان کی روشنی
یہ اکبر کہ از بس گنہگار ہے — تری مغفرت کا طلب گار ہے

قصیدہ اور تہنیت مبارکباد تولد فرزند ارجمند گردوں وقار ہلال رکاب امیر ابن امیر الامراء جناب امیر الملک امیر اللہ خاں صاحب برادر خورد جناب آفتاب اوج اقبال ماہتاب رفعت اجلال خاں بہادر نواب اسد اللہ خاں صاحب رئیس و وائس چیرمین و اسپشیل مجسٹریٹ میرٹھ دام اقبالہ واجلالہ

صبحدم شیش محل میں بلب حوض چمن — میرے آگے مری حیرت کا دکھاتا دامن
اک زمانہ کے حوادث سے میں تنگ آ کر — کہتا تھا دیکھے حسرت سے سوئے چرخ کہن
یہ جسارت تری اوصاف فن کے حاسد — یہ عداوت تجھے اور اہل ہنر کے دشمن
رنج پر رنج جو دیتا ہے سہے جاتے ہیں — مرد اشراف کا شیوہ نہیں کرنا شیون
غم دنیا وہ بلا ہے کہ گرفتار اس کا — چھوٹ سکتا نہیں جبتک نہ چھٹے روح سے تن

اس غم آباد جہاں میں ہو گذارا کیونکر
ناگہاں آئی مرے سامنے اک حورِ جمال
نازنیں ماہ جبیں غارتِ دیں بر سرِ کیں
آنکھ گر نرگسِ شہلا تھی تو قد سروِ بہشت
صفِ مژگان سیہ لیس کھڑی تھی گویا
شعلۂ حسن پہ دیکھی جو بسنتی پوشاک
بخدا زاہدِ صد سالہ ہیں سے لئے زنّار
صورتِ رنگِ حنا جیں ہوا تھا چسپت
ہو کمر تیر نظر تیغِ صفاہاں ابرو
دانت موتی کی لڑی ہاتھ میں کچھ لونگی چھڑی
جنگ جو شنگ ہیں از رنگِ بدن سنگ جگر
دل کے سو ٹکڑے ہوں گر ہنس کے وہ اک بات کہے
چرخ پر جائے اگر دیکھ لے وہ گردشِ چشم
زیورِ گل سے لدی شاخِ ثمر ور کی طرح
وصفِ زیور میں لکھوں پھر کوئی مطلع ایسا
نو رنگے چاند کے سورج کی کرن کے جوشن
برگ گل پہنے تھے اور عقدِ ثریا جھومر

ہیں اسی فکر میں بیٹھا تھا جھکائے گردن
ہو گیا جس سے مکاں رو کشِ صحنِ گلشن
گلبدن رشکِ چمن سیب ذقن غنچہ دہن
شاخِ مرجان تھی جو انگشت تو لب نہرِ لبن
تیر و ترکش سے لئے تیار ہے کالی پلٹن
مثلِ ہولی کے جلا ہوش و خرد کا دامن
گر کرے اس صنمِ مہر لقا کا درشن
دیکھکر چین کی ان چھپی کپڑوں پہ چھبن
رو قمر نور خدا سینہ صراحی گردن
چاند سا چہرہ کرن پھول میں سورج کی کرن
گال پر گل کا گماں زلف میں سنبل کی شکن
دم فنا ہو جو دکھائے وہ غضب کی چتون
برق گر جائے جو یک لخت اٹھائے چلمن
شرم کے کانٹے میں تلتی ہوئی جیسے دلہن
جس کی تابش سے سمٹ تا بسما ہو روشن
پھول کی آرسی بجلی کے سنہرے کنگن
ٹیکا اک چودھویں کا چاند جبیں پر روشن

برق کی بجلیاں اور ماہ کے ہالے ہالے
اس قیامت کی حسین تھیں کہ وہ بادلہ پوش
ناز و انداز کو دل دیکھتے ہی لوٹ گیا
شوخ اکبر کی طبیعت کی طرح تھیں آنکھیں
بات مصری کی ڈلی ہونٹھ تھے لالہ کی کلی
گر وہ اٹھلا کے چلے حشر کے فتنے مٹجائیں
اس کا اٹھنا تھا کہ کاتشی ہی میں جب بیٹھ گیا
حشر بھی بیٹھ گیا پاؤں دبانے کے لئے
گرمیٔ حسن سے کافور ہوئے ہوش و حواس
پھر جو ہوش آیا تو اُس ہوش ربا سے پوچھا
خُلد کی حور ہو تم یا ہمہ تن نور ہو تم
شاہزادی ہو تو چھڑائی ہو کس واسطے ملک
اور کیا کام امیروں کا غریبوں کے یہاں
تُو نے رسوا سر بازار کئے ہوں گے ہزار
گر نکیلی تری پلکیں ہیں کٹیلی آنکھیں
آشنا حُسن کر مری آغوش میں آ بیٹھی
شاہزادی کیسے کہتے ہیں مسرت ہو کبیر
مہر کے جھومکے بندوں کی جگہ لعل یمن
اوڑھنی اوڑھتی تو پھوٹ نکلتا جوبن
ہائے اُن سادہ اداؤں کا وہ بیساختہ پن
خلد کی حور کا انداز پری کا جوبن نکو
پھول کی طرح سے کھلتا تھا دہن وقت سخن
گہنہ پہنے وہ اگر شمس و قمر کو ہو گہن
دھوم تھی آئے گا انتیسویں شب کو ہالن
اس خوشامد میں کہ کر سکوں گا ترا چال چلن
دیکھ کر اس صنم ہوش ربا کا جوبن
آج کس طرح یہ کاشانہ کیا ہے روشن
یا پری قاف کی یا شعلۂ دشت یمن
گلِ خوبی ہو تو کیوں ترک کیا ہے گلشن
کہیں بدنام نہ کرنا مجھے اے مشفق من
نظر آتے ہیں مجھے پہلے ہی تیرے لچھن
اور نکیلی تری پوشاک چھبیلی چتون
اور کہا ناز سے ہنسکر کہ خرد کے دشمن
ہے مرا نیک نصیبوں کے دلوں میں مسکن

ایک صورت ہے مجھے جو بھی کہہ سکتے ہیں   آجکل ہے مرا نواب کی جنت میں وطن

اور لائی ہوں میں وہ مژدہ تولید پسر   منتظر جس کے زمانہ سے تھے سب اہل زمن

ورۃ التاج سخا درج عطا سے چمکا   اختر سعد ہوا برج حمل سے روشن

مطلع ثالث

یوں خوشی کہتی ہے گلزار میں بنکر مالن   آج امید کے پھولوں سے بھرا ہے دامن

یعنی لخت دل نواب امیر اللہ خاں   آج اس گلشن ہستی میں ہوا جلوہ فگن

غم میں بیٹھا تھا میں یا اٹھکے قدم چوم لئے   سنکے اس کے لب شیریں سے یہ پاکیزہ سخن

اور اس وجہ ہوا خوش کہ میں کہہ سکتا نہیں   دل وی داند و بس دانم و داند دل من

مرے مشفق مرے محسن ہے پیارا کہ تم کو   دولت صبح طرب یعنی وہ انجم احسن

اپنے محبوب کے صدقہ سے کرے اس کو خدا   حکمران اہل دکا صاحب [illegible] جلوہ

اور خدا نے اسے علم و ادب فضل و کمال   نیک اخلاقی و شائستگی و دانش و فن

یہ دعا صبح و مسا کہ مجیب الدعوات   جملہ اوصاف حمیدہ کا بناوے مخزن

اسکے آبا سے ہوئے کار نمایاں کیا کیا   جنکی ہے عظمت و اعزاز کا غل تا لندن

کس کا کشمیر میں ہے پنج ہزاری بازار   کون بنگلہ میں تھا حاکم مشہور زمن

مسجد سرخ پشاور میں بنائی کس نے   ملک پنجاب تھا انصاف سے کس کے مامن

اسلئے اس کے بزرگوں کے نمکخوار ہیں سب   پنڈ دادن میں ہے لاہوری نمک کا معدن

مسجد خیبر نگر اور یہ در مرکز خیبر   صاف دکھلاتی ہے آثار ضیا دید کہن

اپنے اپنے وقت میں نو اسد اللہ خاں ہیں
جن کے فیضانِ حکومت سے ہی شہر گلشن

تیغ انصاف سے آثار ستم
حسنِ اخلاق سے اعمال جہاں مستحسن

عدل گستر غربا پرور و محتاج نواز
رحمدل نیک سیر حامی دیں کفر شکن

کس قدر رعب حکومت ہے کہ اللہ غنی
ان کے اجلاس میں انساں کو نہیں تاب سخن

ممبروں میں انھیں اس طرح صدارت ہے ہے جلوس
جیسے ہوتا ہے ستاروں میں قمر جلوہ فگن

علم و لطف و سخا دیکھا ہی اس کا جو بلند
حاتم اس شرم سے ہی پردہ نشین مدفن

قصر اس کا نہ ہو کیوں غیرتِ جنت جس کے
ادنیٰ خدام کا ہو شیش محل میں مسکن

سیر کو جاتے ہیں نواب امیر احمد خاں
آج اسواسطے ہے ٹھنڈی ہر کر رشکِ چمن

وہ اسد صولت امیر الامرا ہے جس نے
سیف احسان ہی اسلام کیا ہے گردن

افسرِ ملک خرد حاکمِ شہرِ دانش
داورِ سلطنتِ عقل شہ ہوش وطن

وصفِ ٹمٹم

کیا ہی مٹ گئی ٹمٹم کی روش پر سرِ راہ
قالبِ باد کی نس نس میں صدا اٹھی سن سن

طرفۃ العین میں ہر ملک کی کر آئی وہ سیر
چھینتا پیچھے رہا سینکڑوں منزل انجن

اڑتی اڑتی یہ خبر لایا ہے اب پیکِ خیال
کہ پری اسپ ہیں اور تختہ سلیمان فن ہے

اکبرِ شوخ سخن وقتِ دعا آپہنچا
روک دے عرصہ کاغذ پہ قلم کا توسن

یا الٰہی تجھے ہے اس انجمن اقدس کا
نیرِ دولت و اقبال ابد تک روشن

جب تک افلاک زمیں میں رہے مثل مہ و مہر
دلِ احباب میں ٹھنڈک دلِ حاسد میں جلن

تاریخ بطور تقریظ منظوم اُستادی زینت بخش مسند سخن سنجی نکتہ دانی چہرہ آرائے شاہد بیان و معانی رشکِ انوری و خاقانی بلیغ الملک فصیح الزماں سید الشعراء سید جناب میر محمد مرتضیٰ صاحب بیانؔ یزدانی رئیس میرٹھ دام فیضہ

رباعی

اس شرزۂ غضنفرہ ست آہو برہ نیست
در ہند نبرد کہ سگ اش نا سرہ نیست

او گشت ز دو البلاد این گشت ز حق
این اکبر ماست اکبر آگرہ نیست

اے سخنداں و سخن سنج سخنور اکبر
ہے ترا نعت میداں میں سخنور اکبر

گل مضمون ثنائے رخ سرور کا ورق
باغ فردوس کے پھولوں کی ہے چادر اکبر

ایک مصرع نے دیا نارِ جہنم کو بجھا
بحر رحمت نے ترے شعر کئے تر اکبر

ہوئی میدان قیامت کی فتوحات نصیب
لڑ گیا ساتھ طبیعت کے مقدر اکبر

بیٹھ کر تختہ کا پہ گیا خلد میں تو
لب کوثر ہے تری ناؤ کا لنگر اکبر

اڑ گئے حمد حق و نعت نبی کے مضموں
عرش کے محور ہیں کعبہ کے کبوتر اکبر

کام کیا روضۂ رضواں کے کئے ہیں تو نے
تجھ سے راضی رہیں اللہ و پیمبر اکبر

حق نما ہے ترا آئینۂ نعت نبوی
تجھ پہ ہے ختم فصاحت کا سکندر اکبر

ہوا بالا ترے معشوق سخن کا انداز — تجھ کو رضواں نے دیا پھولوں کا زیور اکبر

عارضِ حور ہے ہر صفحہ ترے دیواں کا — سطر بکھری ہوئی اک زلف معنبر اکبر

رہ گئے سدرہ پہ جبریل ہوا ے شہ میں — تیرے افکار گئے عرش پہ اڑ کر اکبر

مستیِ نعت میں بڑھ بڑھ کے قدم رکھتا ہے — پھر بھی کھاتا نہیں خامہ ترا ٹھوکر اکبر

جابجا غل ہے تری زمزمہ آرائی کا — شہرہ عام کا سہرہ ترے سر اکبر

خوب تسخیر کیا ملک فصاحت تو نے — بن گئی فوج معانی ترا لشکر اکبر

بسکہ ہر شعر میں ہے چاشنیِ نعتِ رسولؐ — خوب دیواں بکے گا سرِ محشر اکبر

روز بازار جزا ہوں کہ خریدار رسولؐ — کیوں نہ اس قند کو لیجائیں مکرر اکبر

نقل کرتے ہیں فرشتے جو تری نعت سلیس — آفریں سنتے ہیں ہر سمت سے اکثر اکبر

تو ہے مداح شہنشاہ رسولان کبار — پھر نہ کیوں مدح سرا ہوں ترے اصغر اکبر

اس کا مداح ہے تو کیوں نہ ہو رشکِ فصحا — اترا جس شہ کے لئے سورۂ کوثر اکبر

شاخ طوبیٰ ہے ترا خامۂ طیب شاہد — نعت شیریں کے ورق پھرتے ہیں گھر گھر اکبر

سر قلم کیوں نہ ہوا اعدا کا حسد کے مارے — کہ قلم ہے ترا شمشیر وہ پیکر اکبر

جو برا کہتے ہیں تجھ کو وہ ہیں قوماً بورا — شہد جنت ہے تری نعت نہ شکر اکبر

ڈنک ہوتے نہیں کچھ صوفی و صافی فصحا — بلکہ حاسد کو بھی آجاتا ہے چکر اکبر

اسم اترتے ہیں سمائے سے یہ ہے مضمونِ حدیث — حق بڑھائے تو گھٹائے کوئی کیونکر اکبر

یوں ہی آمیز فصاحت میں تری نظم بر آب — جس طرح شیر میں گھل جاتی ہے شکر اکبر

بزمِ میلاد میں دی سنگ دلوں نے تجھے داد
اس سے ہر طالبِ حق کو رہِ حق ملتی ہے
کیوں نہ حوریں ہوں ترے حسنِ بیاں کی شیدا
غیب سے آتی ہے آوازِ ہمایوں ہر دم
باغِ فردوس سے تو دودھ کی نہریں لایا

بول اٹھے معجزہ نعت سے پتھر اکبر
نقشِ پائے نبوی ہے ترا مسطر اکبر
فیضِ یزداں سے تری نعت ہی برتر اکبر
اکبر آباد ہے دیواں تو ہے اکبر اکبر
تیرے نیشہ میں ہے الہام جوہر اکبر

فکرِ تاریخ میں منہ توڑ کے بدگو کا بیان
کہا ہاتف نے زہے چشمۂ کوثر اکبر

قطعہ تاریخ رنجیدہ قلم جواہر رقم مست صہبائے معرفت سرشار بادۂ حقیقت سرخوش جام محبت الٰہی موردِ فیضانِ غوث علی شاہ منبع تجلیات فیضانِ سبحانی مخزنِ انوار عرفان رحمانی جناب حافظ محمد امداد حسین صاحب ظہور و عرفانی رئیس میرٹھ دام فیضہٗ

مژدہ لے مستانِ صہبائے سخن
سرخوشاں، شاہدِ حسنِ کلام
ہے کلامِ اکبرِ طرفہ نگار
دل پسندِ خاطرِ ہر خاص و عام
کیفِ شہرت روز و شب شام و سحر

دورِ جامِ کیف ہے صبح و مسا
زمزمہ سنجِ مسرت مرحبا
شہرت آرائے متانت جا بجا
سادگیٔ رنگ و اندازِ صفا
داورِ میخانہ، فضل و عطا

شوخیٔ الفاظ بے شبہ و نظیر
راحت افزا و نشاطِ اہلِ ذوق
طرز خوش طرزی ہر اک انداز میں
جلوہ آرائے ادا ننگِ جناں
ساقیٔ خمخانۂ فیضِ ازل

جلوۂ معنی پُر انوار و ضیا
رحمتِ شاہنشہ ہر دو سرا
شانِ طرفہ ہر ادا میں برملا
طرفگیٔ طرزِ خوش صلِّ علیٰ
مستیٔ رحمت سے ہے نغمہ سرا

دورِ جامِ فیضِ عرفانی ہوا
ساغرِ لوحِ حق نے اکبر کو دیا

تقریظِ دلپذیر ریختۂ کلکِ جواہر سلک عالمِ باعمل فاضلِ اجل عاشقِ محبوبِ رب العالمین سراج الملّۃ والدین جناب حضرت مولانا مولوی محمد سراج احمد صاحب فاروقی نقشبندی من اولاد امجاد حضرت شیخ المشائخ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ رئیس قصبہ عبد اللہ پور ضلع میرٹھ حال مدرس مدرسہ اسلامی عربی میرٹھ

نحمدہٗ و نصلّی - اما بعد ناظرین نکات آئین اور معنی سنجان سخن آفرین پر کہ ہو رد مراحم سبحانی اور مصدر مراہم حقانی ہیں مخفی اور مستور نہیں ہے کہ ہر ہنگام ہر کیمی مناسبات معنوی اور مرابطات علومی وا فیضان سبحانی مصنف نسخۂ زمین و آسمان آفریدگار عالم انسان والامکان

کی جناب جلیت جنابہ حساب سے اس دا ہیدار روزگار پائیدار مجلت شعار میں مصران حق بین نظارگیاں صفوت گزین کچھ مری اور مشہود ہوتا ہے تو اسوقت میں بمقتضائے حکمت قدیمہ اور رحمت قدیمہ اور مستقیمہ اس تعالیٰ شانہ کی بیداری اور ہوشیاری اولی الابصار کیلئے ہر علم اور آداب میں چیانا اور ہر اکتساب در ابواب میں اتفاقاً ایک موجود شخص ایک شخص مقدس لابد ضرور ظہور اور مرور کرتا ہے جو وجہ ایسی معنوں کا اور وجہ انکشاف ایک در مکنون کا ہو چنانچہ اب مصداق اس مقال کا اور ہست اس حال کا ایک کتاب جواب مفید ہر شیخ و شاب نسخہ باغ کلام اکبر الملقب بہ مداح پیغمبر ہے جو ریختہ خامہ شریف آمیختہ جوہر لطیف منشی محمد اکبر خاں صاحب المتخلص بہ اکبر ہے الحق کلام انکے سحبان کو مات کیا ہے گویا نظام کو تعدیات کیا ہے یہ بزرگ مصنف متوطن قصبہ بجولی تحصیل ہاپوڑ ہیں۔ یہ سترگ سالک سررشتہ میونسپل میرٹھ کے ایک بے بہا اور ہیں۔ صفات ان کی ذات کا یہ ہے وافی کہ الغنی عن التوصیف بیان اس کے کمالات کا یہ ہے یکتفی کہ والمستغنی عن التعریف صحیفہ شریفہ کی انہا کی لغت یہ ہے بس کہ بات کی اس نوشتہ کا افتخار تناہی مذکور کہ منفی اور مثبت کا اثبات اہاہا شعر لفظ و معنیش تازہ و رنگین چوں گل نوبہار صورت چیں بطول کلام اس موقع پر ایک بار فروشی ہے۔ لہذا اسی ایک ہی نکتہ پر خموشی ہے۔

دل ز ان ساں گل اوصاف وچید	کہ کلامم تخلص فیض گردید

قطعات تاریخ و تقریظ ریختہ کلک جواہر سلک اقلیم سخن کے فغفور مشہور نزدیک و دور جناب منشی عبد الجلیل خان صاحب صبور سلمہ الشکور خلف الصدق جناب خان صاحب حضرت محمد اسمٰعیل الدین مدظلہٗ تلامذہ ارشد حضرت اکبر

	الغفور ۱۳۱۷ھ	

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد والہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد افصح الفصحاء و ابلغ البلغاء فرمانروائے ملک سخن صاحب علم و فن شاعر شیریں زبان ارسطوئے زمان جناب حکیم محمد اکبر خان صاحب دیوان گوہر منتخب باغ قدیر۔ آج اس بندہ ہیچمدان کی نظر سے گذرا۔ سبحان اللہ کیا شستہ زبان پاکیزہ کلام ہے۔ روزمرہ کی بول چال ہے کیوں نہو نیا رنگ ہے نیا خیال ہے۔ مؤلف

دیوان دیکھ کر ترا دیوانہ ہو گئے		وہ پرفسوں کلام ہے تیرا کہ نکتہ چیں

اللہ اکبر کس بلا کا جوہر کوٹ کر بھرا ہے کہ رنگ مضامین سے لعل آب آب شرمندہ مہتاب ہے شعر شعر گنجینہ عرفان لفظ لفظ موتیوں کی کان۔ کان کیا کان والوں کی جان جان کیا تفسیر کانہن الیاقوت والمرجان ہے جان بخش

عاشقان ہمجاں ہے لراقمہٗ

دیوان نعت ہی کہ ہے دارالشفاءِ خلق
قایل ہوں اس کلام کا اللہ رے کلام

آبِ حیات خضر ہے یا عیسیٰ زماں
سننے سے اس کے دم میں دم آتا ہی جان میں جاں

قطعہ فارسی

مرحبا نظم چہ فرمود محمد اکبر
روش سطر چہ صافست کہ حیراں عقل است
برزمیں گلشنِ فردوس فرود آمدہ چوں
خوشتر از سلکِ گہر مصرعہ رنگیں روشن
در سرِ فکر نشستیم پے سال صبوح

بخدا ظاہر ازیں فکر تو شانِ سبحاں
چمنستان جناں ہست کہ لوح دیواں
کہ فگندست براو دیدہ زحیرت رضواں
نقطہ نقطہ زمہ و مہر فزوں تر تاباں
از لب زہرہ شنیدیم ریاضِ ریحاں
۱۳۱۱ھ

ولہٗ

فرو کردم سرے تاریخ دیواں
صفا پرور کلامش داد آواز

سرِ فکر جناں چوں بر فلک قوس
بیا اینجا ببیا ایں حوض فردوس
۱۳۱۶ھ

ایضاً اُردو

ہیں مخبر سخن آب کرے کیوں سخن ساز
خاصانِ خدا لوٹتے ہیں بزمِ سخن میں
طاؤس کا ہے رقص کہ الفاظ کی بندش

گر ہند کی طوطی ہو تو ہو بلبلِ شیراز
ہر شعر میں ہے سحر ہو تو ہر مصرعہ میں اعجاز
مضموں کی ہے برجستگی یا طائر طناز

مرغانِ چمن سیکھتے ہیں زمزمہ سنجی — ہر وقت گلستاں کا ترے رہتا ہی در باز

جنت میں خدا دے تمہیں یاقوت کے ایواں — عالم سے جدا نعتِ محمدؐ کے ہیں انداز

عقبیٰ میں ملے عرشِ معلی پہ بلندی — دنیا میں صفوفِ شعرا میں ہو سرفراز

غزلوں کے مضامیں ہیں کہ الہامِ خدا ہے — قرآں کی صورت میں علا شوں کی ہی پرواز

اورنگِ سلیماں پہ طبیعت کو شرف ہی — پریوں سے سوا ہے پرِ افکار کو پرواز

عرفی ترا ہمطرز ہے خسرو ترا ہمرنگ — جامی ترا ہمدم ہے نظامی ترا ہمراز

ہوجائے صبور آپ کی مانند ثنا گر — نعتوں کی اسی عرض بنا جاتو نکی ہوآز

اِک شور ہے تاریخ کا اس کی بسرِ عرش — مدنظرِ عام ہوا آتی ہے آواز

تقریظ و تاریخ من تصنیف لطیف عندلیب گلشنِ فصاحت ثمری چمنستان بلاغت طبع ذہین فکر متین جناب منشی شمس الدین صاحب شمس متوطن میرٹھ تلمیذ حضرت اکبر

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی سید المرسلین امابعد آفتابِ فصاحت و بلاغت و مہتاب نظافت و لطافت شہسوار کشور معانی و طرۂ دستار سخندانی مسیح حسنات دوجہانی منبع برکات جاودانی رطب اللسان سخنور و عذب البیان معنی پرور حضرت جناب منشی محمد اکبر خاں صاحب اکبر کہ جو فی زمانہ مدح گوئی میں استاد یگانہ ہیں اس عدیم الفرصت و معدوم الکیاست کی نظر کمیں کو سرمۂ نعت نبوی سے تزئین کیا سبحان اللہ

کیا دیوان ہے کہ مصرعہ مصرعہ سنبل و ریحاں ہے جزاک اللہ گلشن نعت سید السادات ختم رسل خضر سبل احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جس کا حرف حرف معراج طریقت و لفظ لفظ قنطرۃ الحقیقت ہے کیا خوب

شعر

چناں جوشد ز کاغذ آب حیواں	کہ گردد تار مسطر رشتۂ جاں

نقطہ نقطہ مہر انور ہر ایک شعر رشک صنوبر نعت کا نگار حور و غلماں کا سنگار مدح رسول کے جواہر رشک خورشید خاور کہیں فصاحت و بلاغت نے یہ بہار نہ لوٹی تھی کاغذ پر ایک ایک حرف اس طرح بیساختہ لڑی نہ ٹوٹی تھی۔ کیا ستھرا کلام ہے مقبول انام

شعر

ثنائے آب تابش ہر کہ گوید	زباں او چشمۂ خو[illegible]

قطعۂ تاریخ

کیا خوش کلامیاں ہیں عجب گلفشانیاں	دیوان جناب کا ہے کہ باغ خلیل ہے
ہر سطر زلف حور دو دائرہ ہیں چشم حور	ہر صفحہ طلائی پہ جبرئیل ہے
وہ بے نظیر ہے کہ خود اپنا نظیر ہے	وہ بے عدیل ہے کہ خود اپنا عدیل ہے
ہمدرد ہے انیس ہے یاور ہے یار ہے	ذکر حبیب رحمت حق کی دلیل ہے
اے تشنگان شربت دیدار مصطفےٰ	ہاں تشنگی بجھاؤ کہ یہ سلسبیل ہے
کہتے ہیں شیخ و شاب یہ بیچے اشتاب	یہ مدحت حبیب خدائے جلیل ہے

شائستہ فقرہ فقرہ ہے زیبندہ حرف حرف ۔۔۔ برجستہ مصرعہ مصرعہ ہے خوش قال و قیل ہے
ہاں عاشقانِ بزمِ محمد کہاں ہو تم ۔۔۔ یہ سلسبیل ذکر نبی کی سبیل ہے
بیٹھا تھا فکر سال میں اے شمس ناگہاں ۔۔۔ ہاتف سے نے دی ندا یہ چراغِ جمیل ہے

قطعہ تاریخ ریختہ قلم عطارد رقم درۃ التاج نازک خیال گوہر درج بیمثالی سخن سنج سخن شناس خفی وجلی جناب حضرت مولوی حیدر حسن صاحب خفی وکیل عدالت ورئیس میرٹھ

دن رات نعت احمد لکھتا ہے اور پڑھتا ۔۔۔ خاصانِ حق سے ہی تو اور شغل و کام تیرا
اعمال تیرے اسپر نازاں بجا ہیں ہوگا ۔۔۔ حامی بروز محشر خیر الانام تیرا
تو نے جو لکھا ہے دیوان نعتِ اکبر ۔۔۔ اسکے صلہ میں ہوگا جنت مقام تیرا
تاریخ میں خفی لکھ ہاتف کا ہے یہ ایما ۔۔۔ مرغوب دو جہاں ہی اکبر کلام تیرا ۱۳۱۷ھ

قطعہ تاریخ بطرز توشیخ من تصنیف لطیف منشی قمر الدین صاحب قمر خلف الصدق مولوی شیخ رحیم الدین صاحب تحصیلدار رئیس میرٹھ

قمر ہے اکبر کا دیوان گلستاں ۔۔۔ ہوا ہے سخن پیش بخش جہاں ہی
ضیا بار بخش انوار اشعار روشن ۔۔۔ تماشائے طور و تجلی نشاں ہی
زہے شان مضموں نہ ہے طرز طرفہ ۔۔۔ ہر اک مصرعۂ لذت و کیف جاں ہی

قطعہ تاریخ من نتائج طبع لطیف بلبل نونہال اُلفت طوطی گلستانِ محبت جناب منشی محمد شریف الرحمٰن صاحب شریف خلف الصدق جناب حافظ عبدالرحمٰن صاحب رئیس کیرانہ ضلع مظفرنگر

طرح باغ خلد کی اکبر نے ڈالی ہے یہی
دیکھ کر نیرنگیاں دیوان کی حوران جناں
کہتی ہیں باغ سخن سنجی کا مالی ہے یہی
اسکی ہر بندش ہے نازک خیالوں کا خیال
عیب ہے نازک خیالی گر ہے خالی ہی یہی
مصرعہ تاریخ سال طبع لکہد ہے شریف
نونہال و گلشنِ نازک خیالی ہے یہی

قطعہ تاریخ من تصنیف لطیف عندلیب نازک خیال طوطی شیریں مقال مشہور بعید و قریب منشی محمد برکت شیر خاں صاحب ادیب سابق ایڈیٹر اخبار ہمدرد میرٹھ

تجھ سے راضی خدا ہوا ہی اکبر
ہے سر میں تیرے ہوائے رسولؐ
دل کھلا یا ریاض احمدؐ سے
برگ و بار جہاں فدائے رسولؐ
ہیں چمکتے تمام دیوان میں
لمعۂ نور حق نمائے رسولؐ
کیون نہ مقبول ہر دو عالم ہو
اس میں ہی حمد حق ثنائے رسولؐ
ایسے دیوان کا سال طبع ادیب
تو بھی لکھ بہر حق برائے رسولؐ

بسکہ ہے از پئے رضائے نبیؐ	سال بھی لکھ پئے رضائے رسول

ولہ

لکھی نعت اکبر نے وہ دل نشیں	صدا آئی ہر سوسے صد آفریں
وصفِ نبیؐ کی ہیں گل کاریاں	بنی رشکِ گلشن غزل کی زمیں
ہیں پیوند الفاظ آپس میں یوں	انگوٹھی پہ گویا جڑے ہیں نگیں
زبانِ ادب سے لکھو اے ادیب	کہ نعتِ شہنشاہ ِ دنیا و دیں
	۱۳۱۷ھ

قطعہ تاریخ از نتائج طبع بلند پرواز بلبل بوستانِ فصاحت طوطی چمنستانِ بلاغت بابو مروت یار خاں صاحب مروت ہمشیر زادہ حضرت مصنف

اللہ غنی حضرتِ اکبر چہ رقم کرد	دیواں کہ درین وصف شہِ عرش مقام است
از غیب شنیدیم مروت پئے تاریخ	آئینہ کہ این نور علی نور کلام است

قطعہ تاریخ من تصنیف لطیف چمن آرائے فصاحت سخن پیرائے بلاغت پرچم محبت محمدی رانقش جناب منشی شیخ محمد الٰہی صاحب رئیس کنکر کھیڑہ

صلِ علیٰ چہ رنگ مضامین اکبر است	حسنِ کلام فن بمذاقِ سخنور است
بلبل نثار گشت بزگیں عبارتش	دیوان اکبر است کہ بستانِ اکبر است

حورانِ خلد زمزمہ آرا بحالِ وجد	رنگِ بہشت دیگر و این رنگ دیگر است
تکو آہی بخش بتاریخ بود و گفت	این نونہال روضۂ آلِ پیمبر است

قطعہ تاریخ صاحب فہم و ذکا جامع صدق و صفا جناب منشی سید آغا علی صاحب آغا خلف الصدق جناب سیّد ولایت علی صاحب متوطن شہر میرٹھ شاگرد حضرت اکبر

حبذا نظم حضرت اکبر	کہ بدلہا شگفت باغ قدیر
آغا آغاز کرد فکر سروش	پئے سالش بگفت باغ قدیر

قطعہ تاریخ از طبع لطیف نکتہ دان و نکتہ رس شاعر نازک خیال منشی علی احمد صاحب تخلص خلف منشی محمد خانصاحب رئیس میرٹھ شاگرد حضرت اکبر

میرے استاد حضرت اکبر	ہے وہ نظم آپ کی قبولِ انام
پڑھتے رہتے ہیں کیا جوان کیا پیر	شام سے صبح صبح سے تا شام
کیوں نہ مقبول ہو کہ یہ دیوان	ہے ثنائے رسول عرش مقام
علی احمد نے سال طبع لکھا	جائے گلگشت عاشقاں ہو نام

قطعہ تاریخ من تصنیف ذہن رسا طبع رفیع جناب منشی محمد شفیع صاحب

شفیع خلف الصدق جناب شیخ سکندر علی صاحب انسپکٹر پنجاب رئیس موضع اچولی ضلع میرٹھ تلمیذ حضرت اکبر

دیوان نعت جو رقم استاد نے کیا	مقبول کردگار ہو یہ پربہار نظم
اس میں ترے حبیب کے اوصاف ہیں رقم	مرغوب شیخ و شاب ہو پروردگار نظم
گر مومنوں کو نسخۂ جاں بخش ہی شفیع	ہے بدکاروں کے واسطے یہ ذوالفقار نظم
بیٹھا تھا فکر سال میں آئی ندائے غیب	لکھدو سر زمین پہ ہے کیا لالہ زار نظم ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از طوطی شیریں مقال بلبل خوش گفتار جناب حافظ نثار احمد مدح خواں سید ابرار احمد مختار متوطن انبالہ شاگرد حضرت اکبر

دیوان کو کہتی ہیں یہ حوران جناں بس	فردوس کے پھولوں میں تو بس بس مری جاں بس
اس نعت کے دیواں میں ہیں وہ عمدہ مضامیں	کہدیتا ہی ہر اک سخنور کا گماں بس

قطعہ تاریخ از طوطی شیریں مقال بلبل خوش گفتار جناب حکیم نظیر حسین صاحب نظیر متوطن میرٹھ تلمیذ حضرت اکبر

دیوان وہ لکھا ہے کہ ہر سو ہے واہ واہ	انس و ملک کو ارض و فلک پر ہے اسکی چاہ
ہر شعر میں شعار خدا اور رسول ہے	ہر بیت بیت حق ہے محمد کی جلوہ گاہ
بیٹھے تھے فکر سال میں ہم سرنگوں نظیر	آئی ندائے غیب کہ کہدے ریاض شاہ ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از طوطی شکرستان جادو بیان قمری چمنستان خوش الحان باغ تحقیق منشی محمد صدیق خانصاحب خلف الصدق جناب محمد ثناء اللہ خاں صاحب رئیس میرٹھ شاگرد جناب حضرت اکبر

کیا آپ کی اور آپ کے دیواں کی لکھوں وصف
آنکھوں میں اسے رکھتے ہیں وہ شخص کہ جن کو
شاعر تو بہت ہیں سلے دیکھا نہ کسی میں
اللہ تعالی سے یہ ہر وقت دعا ہے
اور آپ کے جلیس خلد میں پڑھتے ہوئے نعتیں
ہوں گل کی طرح کیوں نہ فدا اُسپہ انال
تاریخ کی تفتیش میں بیٹھا تھا میں حیراں

اُستاد ہو تم بلبل گلزار فصاحت
اللہ کی الفت ہے محمد کی محبت
یہ لطف یہ خوبی یہ فصاحت یہ بلاغت
مل جائے تمھیں اس کا صلہ گلشن جنت
اللہ کی رحمت ہو محمد کی شفاعت
غنچوں میں یہ نکہت ہے نہ پھولوں میں یہ رنگت
ناگاہ ہوئی غیب سے اس طرح بشارت

اعدا کے سروپا کو اڑا کر لکھوں صدیق
دیوان ہے یہ یا کہ ہے گلدستۂ رحمت
۱۳۱ھ

قطعہ تاریخ از طبع سلیم مداح محبوب غفور الرحیم جناب منشی عبد الکریم صاحب کریم تخلص متوطن میرٹھ سہراب دروازہ شاگرد جناب حضرت اکبر

کیا کیا گہر پروئے ہیں استاد مرحبا
تھا بحر فکر سال میں عبد الکریم غرق

کہتے ہیں ہو کے دنگ غنو عجب گہر
ہاتف نے دی ندا کہ لکھو منتخب گہر
۱۳۱ھ

قطعہ تاریخ طبع جدید وحید العصر یکتائے قریب و بعید جناب منشی
عبد الوحید صاحب وحید متوطن میرٹھ شاگرد اکبر

خدا کے فضل سے استاد کا چھپا دیوان	کہ ہر جگہ ہے مقام نشاط و جائے طرب
کہا یہ بزم فلک پر ملک نے خوش ہو کر	لکھو وحید یہ سال نغمہ ہائے طرب

۱۳۱۲ھ

قطعہ تاریخ خورشید آسمان فصاحت و بلاغت جناب منشی ریاض الحسن
زاہدی طلعت تلمیذ جناب بیان یزدانی رئیس میرٹھ

کلام اکبر شیریں مقال لے طلعت	جہاں میں نور افشاں ہی برنگ ماہ تمام
فروغ ناموروں میں نکیوں ہو دیوان کا	بڑھا ہے مطبع نامی کا جسکی طبع سے نام
پڑھے ہے ماہ سال نظم نورانی	لکھا ریاض حسن نے زہے چراغ کلام

قطعہ تاریخ من تصنیف لطیف ذہین عندلیب گلشن ہنر جناب
منشی منشی بدیع الدین صاحب جوہر متوطن میرٹھ تلمیذ حضرت بیان یزدانی

کیا مضامیں لکھے ہیں گہر افشاں اکبر	واہ جنت کا کیا خوب یہ سامان اکبر
تیری ہر نعت کو حوران جناں سن سن کر	ہو لئے ہر شعر پہ ہر نقطہ پہ نازاں اکبر
پائے گا حق سے صلہ اسکا یقیں ہے فردوس	آئے گا سامنے جب حشر کا میداں اکبر

لکھ یہی مصرعۂ تاریخ ہے موزوں جوہر	کیونہ ہو سلک گہر نعت کا دیوان اکبر

قطعۂ تاریخ من تصنیف لطیف شاعر نازک خیال بلبل چمنستان نظم و نثر جناب منشی نصر اللہ خاں صاحب ناصر متوطن ریاست پاٹودی ضلع گوڑگانوہ شاگرد جناب حضرت اکبر

استاد لکھا ہے خوب دیوان	ہر لفظ پہ ہے فدا فصاحت
مداح نبی ہے آپ کا نام	کیونکر نہ ہو اوج پر طبیعت
ہر شعر ہے اس کا کانِ عرفاں	ہر مصرعہ ہے اس کا گنج وحدت
جو دست بدست اس کو لیں گے	اللہ کی اُن پہ ہوگی رحمت
قرآں کی ہے اک صاف تفسیر	ظاہر ہے حدیث کی روایت
کیا وصف لکھے جناب کا نصر	مظہر ہے ہنر آپ کی ریاضت
دیوان میں کیا ہے نطق نے لطف	شاہد ہے شہید کی شہادت
مژدہ ہے ہر اک اہل دیں کو	اور اہل صفا کو ہے بشارت
یہی طبع کو فکر سال مطبوع	ناگہ ہوئی غیب سے ہدایت
اعدا کا اڑا کے لکھو ضرور	دیوان ہے مخزن سعادت

قطعۂ تاریخ دریائے فصاحت گہر آسمان بلاغت قمر نور نظر بابو محمد اختر خاں صاحب اختر خلف الصدق جناب محمد نصرت باشندہ قدیم بجولی ضلع میرٹھ حال جمعدار تحصیل پوٹری

لکھا نعتِ نبیؐ میں خوب دیوان	نرالا رنگ ہے اس کا نیا ڈھنگ

فصیحوں کی یہاں ہے عقل حیران
فرشتے لے اڑے اوراق دیوان
میں فکرِ سال میں بیٹھا تھا حیران
سنی اک غیب سے آواز ناگاہ

بلیغوں کا یہاں ہے قافیہ تنگ
ہوئیں حورانِ جنت دیکھ کر دنگ
کہ ہوتے ہیں یہاں پائے خرد لنگ
کہ کہتا ہے سروشِ عرش آہنگ

لکھو اختر سرِ جاہل اڑا کر
لکھی کیا تم نظمِ نیرنگ
۱۳۱۱ھ

قطعہ تاریخ از قبلہ کونین و کعبہ دارین رفیع الشان جناب نظام علی خانصاحب نظامی خلف الرشید جناب امام علی خانصاحب مرحوم رئیس بجولی تھانہ کھرکودہ ضلع میرٹھ والد بزرگوار

اللہ جزا دے تجھے اکبر یہ فصاحت
اس فکر میں بیٹھے تھے کہ ہم بھی لکھیں تاریخ
ہاتف نے صدا دی کہ اڑا کر سرِ حاسد

جاگیر میں تیری ہے یہ ملکِ گہر نظم
دیواں ہے یہ مرقومہ کلکِ گہر نظم
لکھدیجے نظامی کہ ہے سلکِ گہر نظم

تقریظ خوش تقریر از حافظ عبد القیوم صاحب متوطن میرٹھ تلمیذ اکبر

سُبحان اللہ حضرت نعت گوئی میں آپ کا حصہ ہے باقی قصہ ہے اللہ اکبر کیا ستھرا کلام قابل درود و سلام ہے اشعار پُر بہار ہیں حورانِ جنان نثار ہیں۔

یہ گلدستہ کہتی ہیں حوریں اٹھا کر
کہ جنت میں رکھیں گے جا کر سجا کر

قطعہ تاریخ از نتائج قمری خوش مقال بلبل رنگین خصال ذہین متین منشی حافظ عزیز الدین صاحب باشندہ میرٹھ شاگرد اکبر

حبذا اے گلِ گلزار فصاحت کی فضا	مرحبا اے چمنستانِ بلاغت کی بہار
تم پہ نازل ہو ہمیشہ کرم عز و جل	تم سے راضی رہے محبوب خدا اے غفار
کیا ہی دیوان لکھا نعت میں سبحان اللہ	کہ پری بن کے اڑے جاتے ہیں سب اشعار
لڑی ہر شعر سے موتی کی لڑی اور کہا	تو چمک اور میں بکھرنے کے لئے ہوں تیار
دے خداوند کریم اس کے صلہ میں فردوس	رات دن ہو تمہیں محبوب خدا کا دیدار
سال کی فکر میں حافظ کو ہدایت یہ ہوئی	کہ رہِ گلشن یثرب میں ہے تاریخ نگار

قطعہ تاریخ من تصنیف لطیف بلبل بوستان فصاحت و بلاغت سرشار بادہ تحقیق و تصدیق جناب شیخ محمد صدیق صاحب صدیق خلف جناب خواجہ شیخ امیر بخش صاحب سوداگر جفت رئیس میرٹھ تلمیذ بیان

کیا دیوان نعت اکبر نے تحریر	کہا اہلِ سخن نے خوب ہے خوب
لکھا اے صدیق زیبا ہے یہ تاریخ	ملایک کو ہے ایک ایک حرف مرغوب

قطعہ تاریخ من تصنیف لطیف جلیل القدر رفیع الشان جناب منشی عبد المجید خانصاحب مجید باشندہ کنکر کھیڑہ ضلع میرٹھ

جناب اکبرِ شیریں مقال نے دیواں	بطرز نعت لکھا ہے یہ خوب عبد مجید

سر و بیر فلک کہ جس کا سال طبع | لکھا ہے کاتب تقدیر نے ارمغان جدید ۱۳۱۷

قطعہ تاریخ از طوطی چمنستان خوش مقال بلبل گلستان مشہور قریب بعید جناب منشی محمد عبد المجید خاں صاحب مجید خلف الرشید جناب وزیر خاں ہاتف مداح پٹھیا ۔ دار رئیس میرٹھ شاہ پیر دروازہ تلمیذ حضرت اکبر بجلوی دام ضہم

آپ وہ شاعر یکتائے زماں ہیں واللہ
آپ کو رشک دہ میر بجا ہے کہنا

دیکھ کر آپکے دیواں کو زلیخا بھی کہے
میرے ایوان کی تصویر بجا ہے کہنا

واہ رے دیدۂ معشوق ہیں نقطے تل ہیں
خط کو تو سرمہ کی تحریر بجا ہے کہنا

آپنے نعت محمدؐ کے لکھے ہیں اشعار
خلد کو آپ کی جاگیر بجا ہے کہنا

مانگ کی طرح سے دل مانگتی ہیں سطور
سطر کو زلف گرہ گیر بجا ہے کہنا

حل نہیں سکتا کوئی حرف فصاحت کے سبب
لوح کو تقدیر کی تحریر بجا ہے کہنا

اُس کے پڑھنے سے خدا اور نبیؐ ملتے ہیں
اس کو اسلام کی اکسیر بجا ہے کہنا

دوستوں کے لئے سرمایہ صد لطف و نشاط
دشمنوں کے لئے شمشیر بجا ہے کہنا

مانگ کی طرح سے دل مانگتی ہیں سطور
سطر کو زلف گرہ گیر بجا ہے کہنا

کیا ہی دیوان چھپا نعت میں اے عبد مجید
جس کو قرآن کی تفسیر بجا ہے کہنا

صلّی علیٰ رسول اللہ عرش بریں جانیوالے

بحر گنہ میں ہوں لاچار آن پڑی منجدھار
آؤ مدد کو کہیون ہار بیڑا پار لگانے والے

تیغ عشق سے ہوں میں گھایل اے عرب ہوئی مشکل
چلتے چلتے منزل منزل پڑگئے پاؤں میں چھالے

بحر غم میں ہیں ڈوبا بتو زیست نہیں مرغوب
یا تو آجائے محبوب ورنہیں ہم کو اٹھالے

محشر بپا ہوا ہی آج تجھ سے بنینگے بگڑے کاج
مولا رکھیو میری لاج کون اب تجھ بے سوا سنبھالے

اکبر در کا تیرے فقیر مولا کون بندھاوے دھیر
انکھوں بھر بھر آوے نیر اپنی خدمت میں بلوالے

ولہ

ہو ہی جاتی ہے تکرار پھر مل لیتے ہیں اے یار
اتنا تو کہوں ہے ہزار جھگڑے کرکے نہ بولے چالے

تجھ سے کہتے ہیں ہم کب سے ڈر تو حق کے قہر و غضب سے
لڑتی ہیں تم سب اپنی آنکھوں کو سمجھالے

اکدن میں نے ان سے پوچھا اتنا کیوں کرتے ہو نخرہ
بولے حسن میں ہم یکتا ہیں سرے جوبن کے متوالے

کیوں خوش آئے ہم کو پیار گورے گورے ہیں رخسار
اور پھر ابرو ہیں خمدار انپر بال گھونگروالے

دیکھا غور سے اور پہچانا بولا جوڑ کے پھر یارانہ
اکدن میرے گھر بھی آنا اکبر غزل بنانیوالے

تمام شد

مختصر فہرست کتب اختر ہند پریس سہارنپور

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
بہشتی زیور کامل دس حصہ	۶عـ؍	تفسیر سورہ یوسف خفی قلم	۴؍
بہشتی گوہر گیارہواں حصہ بہشتی زیور	۲؍	〃 〃 جلی قلم	۲؍
چمن مناقب کامل پانچ حصہ	۹عـ؍	گلزار ابراہیم	۲؍
شمشیر عشاق بطریق ناول ایک رئیس کا سچا واقعہ۔	۸عـ؍	آرایش محفل	۵؍
		فسانہ عجائب	۲؍
گلدستہ فراغ	۴؍	سرور سخن	۵؍
نالۂ فراق ایک عجیب مناقب	۸؍	مثنوی میر حسن	۲؍
فردوس کا گجرا حصہ اول	۴؍	گل بکاولی نثر	۳؍
ترانہ محفل	۲؍	〃 نظم	ا؍
ناول فردوس بریں	۸عـ؍	چہار درویش	۴؍
انتخاب داغ	۸عـ؍	باغ کلام اکبر اصلی	۴؍
ناول فلورا فلورنڈا	۸عـ؍	روضۂ نہال اکبر	۴؍

المشتہر

شیخ محمد زکریا مالک اختر ہند پریس سہارنپور

مختصر فہرست کتب اختر ہند پریس سہارنپور

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
بہشتی زیور کامل دس حصہ	عکر	تفسیر سورہ یوسف خفی قلم	۴ر
بہشتی گوہر گیارہواں حصہ بہشتی زیور	۶ر	گلزار ابراہیم	۳ر
چمن مناقب کامل پانچ حصہ	عہ ۹ر	آرایش محفل	۵ر
شمشیر عشاق ایک دلچسپ اور سچا قصہ	عمر	فسانہ عجائب	۶ر
گلدستہ فراغ	۴ر	سرورش سخن	۵ر
تحفہ فراق عمدہ مناقب	۸ر	مثنوی میر حسن	۲ر
فردوس کا گجرا حصہ اول	۴ر	گل بکاولی نثر	۳ر
ترانہ محفل	۲ر	نظم	۱ر
ناول فردوس بریں	عہ ر	چہار درویش	۴ر
انتخاب داغ	عہ ر	باغ کلام اکبر اصلی	۴ر
ناول فلورا فلورنڈا	عہ ۸ر	روضہ نہال اکبر	۴ر

نوٹ - ان کتابوں کے علاوہ اور جس کتاب کی ضرورت ہو منگالیں -

المشتہر - محمد زکریا مالک مطبع اختر ہند سہارنپور

مطبوعہ اختر ہند پریس سہارنپور